



خصوصی شمارہ

اللقاء المنتظر

شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ

MRP Rs.15/-

بیتہ اللہ محمدی

اللَّهُمَّ وَاقِمِ بِهِ الْحَقَّ وَادْحِضْ بِهِ الْبَاطِلَ

خدا یا! ان کے ذریعے حق کو قائم کر

اور ان کے ذریعے باطل کو مٹا دے

(دعائے ندبہ)

شورش

تکوین عالم سے اس ارضِ خاکی پر جب سے اولاد آدم علیہ السلام نے عقل و خرد کی روشنی میں اپنی زندگی گزارنے کے لئے قدم آگے بڑھائے ہیں اور وہ اسباب فراہم کئے ہیں جن سے ایک دوسرے پر فوقیت کے مظاہرہ ہوئے اسی زمانہ سے روشِ حیات میں شورش کے عناصر درمیان میں اجاگر ہوتے ہیں۔

سب سے پہلے یعنی تہذیبِ بشریت نے جب زندگی کی پہلی سانس لی تو ہابیل کا قتل قابیل کے ہاتھوں سے ہوا اور ارضِ خاکی میں شورش جاگ اٹھی۔ قابیل کی شہر پسندی اپنے تمام عوامل کو تلاش کرتی رہی جس کی مدت تقریباً چار صدی پر محیط ہوتی ہے بعدہ ہابیل کی تدفین ہو گئی۔

وقت شورش کی لہروں میں تھپیڑے کھاتا ہوا آدم ثانی کے زمانہ کی تاریخ رقم ہوئی۔ جس کے نتیجے میں طوفانِ نوح آیا اور شورش نے اپنی علامت مرقوم کروائی یہاں تک کہ خود ان کا بیٹا نبی کی الہی خبر کے عقیدہ کا منکر ہوا اور اس نے خود اپنے والد کی بات پر یقین نہ کرتے ہوئے کہنے لگا آپ کا قول کہ طوفان جو آپ کے اللہ کی طرف سے آنے والا پہاڑ کی فلک بوس اونچائی تک نہیں جاسکتا اور باپ کے اصرار پر بھی اپنی ضد پر اڑا رہا۔ نوبت بہ ایجا رسید خداوند عالم نے نوح علیہ السلام کو صبر کی تلقین کے لئے فرمایا ”یہ تمہارا بیٹا تو ہے مگر تمہارا اہل نہیں ہے۔“ ابتداء بولنے لگی شورش کے اثرات کہاں تک فضا کو مسموم کر سکتے ہیں اور دوسرا پہلو یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ کچھ ایسے بیرونی عوامل ہیں جو باپ کو بیٹے سے بھی جدا کر دیتے ہیں۔ آگے چل کر ایسا بھی ہوا ہے کہ بیٹا باپ کی غلط روش کا معلن بن کر اپنی تاریخ الگ رقم کر دی۔ محمد بن ابوبکر کی زندہ مثال سامنے ہے۔

رفتہ رفتہ جیسے وقت گذرتا گیا اپنی تمام تر زندگیوں کے ساتھ شورش اس دنیا میں اس طرح ابھرنے لگی کہ اس ارضِ خاکی پر جتنی تہذیبیں ملک در ملک ابھرتی گئیں اس میں شورش کی جلوہ گری سامنے آتی گئی۔ اب اس کے ان گنت طرز اور طریقوں سے نچوڑ کر چند میدانِ عمل کے ذکر پر قلمطرازی کا حق ادا کرنے کی جرأت کرنا مناسب ہوگا۔

تمام دنیا میں جتنے ممالک ہیں ان میں قدیم زمانہ سے چار طرزِ حکومت مختص ہیں اول بادشاہت، جمہوریت، اشتراکیت، ڈیکٹیٹر شپ (جس میں ہٹلر اور مسولین کا نام سرفہرست تھا)۔

ایک زمانہ میں یونان اور روم اور دیگر ممالک میں بھی اس طرز کی حکومت کی تاریخ موجود ہے۔ جس کی بنیاد پر بہت سی کتابیں موجود ہیں۔ لیکن کوئی ملک ایسا نہیں تاریخ میں ملتا ہے جہاں قدیم زمانے سے عصرِ حاضر تک شورش کے تمام عوامل نہ پائے جاتے ہوں۔ بالکل

تحت حکومت چلا رہے ہیں اگر بغاوت ابھرتی ہے تو لشکری امداد سے دبا دی جاتی ہے۔ یہاں ٹھہر کر جو سوال ذہن میں ابھرتے ہیں وہ یہ ہیں کہ کیا عالمگیر بیمانہ پر خدا نے انسان کو دوسری ایسی زمین تیار نہیں کی ہے جو مظلومین، محرومین، ضعیفوں اور ٹوٹے ہوئے طبقہ کے لئے کوئی ایسی فضا اور ماحول قائم ہو یا اس کے مقابلہ میں ایسے رہنما اور بلند پرواز ذہانت کے افلاکی افراد بھی پائے جائیں جو انھیں حیات نو جو پرسکون ہو قیام پذیر کیا ہے یا انھیں درندوں کے سامنے بغیر کسی اسلحہ کے چھوڑ دیا ہے۔ اور اگر کوئی ایسی راہ ہے جس پر چلنے والے پانی کے مقابل میں اپنی تاریخ الگ مرتب کر رہے ہیں۔

جس خالق نے انسان کو پیدا کیا اور اسے تمام مخلوقات پر اشرافیت عطا فرمائی تو اس کے لئے ابتدا سے ہی ان رہبروں اور ہادیوں کا سلسلہ بھی قائم کر دیا اور ان کی رہنمائی کے لئے تمام وسائل، عوامل، خصائص اور ہدایت کے تمام اسباب فراہم کر دیئے۔ ان کی فطرت میں صلاحیتیں عطا فرمائیں جو مذکورہ شورش کے مقابل میں سینہ تان کر چل رہے ہیں اور شورش کے بنائے ہوئے جال سے بچتے رہے۔ یہی نہیں بلکہ انھیں صالحین کے نام

اسی طرح جس طرح لباس کے بدلنے سے ملبوس نہیں بدلتا نہ اس کا مزاج بدلتا ہے نہ طور طریقے بدلتے ہیں نہ رویہ نہ چال ڈھال نہ طرح اور تمیز بدلتا ہے یہ سب تو اس کی فطرت کا جز ہوتا ہے۔ لیکن ہر زمانہ میں صرف عوام پر مصیبت ٹوٹی رہی۔ وہی تحریف، استحصال، ظلم، تشدد کی چٹکی میں پستی رہی اور بد نظمی کے خلاف شورش کا ہر مکتب میں دھواں اٹھتا رہا اور بے چینی کبھی ختم ہو کہ کبھی سکون کی آہٹ نہیں سن پاتی۔

برطانیہ میں ۱۷ ویں صدی میں چرچ (مذہب) سے حکومت چھین لی گئی اور بادشاہت کو محدود کر کے اسے افلاکی مذہب کا نمائندہ بنا کر (یعنی محدود بادشاہت) بنا کر جمہوریت کا نیا نقشہ تیار کر کے بروئے عمل پیرا حکومت قائم کی گئی۔

الغرض دنیا کے بڑے بڑے انسانوں کے دماغ سامنے آئے اور حکومتوں کے زائچے مرتب کئے لیکن کوئی کارگر ثابت نہیں ہوئے۔ ہر جگہ فشار، انتشار، اونچ، نیچ، غریب، امیر، تمام مسائل ہر زمانے میں بے اطمینان، ہل چل، طلاطم، تہلکہ خیز، ماحول پر زور آور اور جاگیر داروں کے نمائندے جن کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور ہے اپنے بنائے ہوئے قانون کے

فہرست

۱ شورش
۵ یہ غفلت کیوں؟ اور کب تک؟
۱۵ کیا ظہور ہو چکا ہے؟
۱۹ کتاب ”کمال الدین و تمام النعمۃ“ کا اجمالی جائزہ
۲۵ کائنات اور حجت خدا
۲۹ نہج البلاغہ میں ”ذکر مہدویت“

ہوئے اجمالاً تاریخ کی چند جھلکیاں کا بھی ذکر مقصود ہے تاکہ اہتمام
حجت تک پہنچ جائے۔

پہلے یہ واضح کر دیں کہ شورش اور یلغار میں بین فرق ہے۔
یلغار میں دولشکر آپس میں ایک دوسرے کے سامنے اپنی طاقت کا
مظاہرہ کرتے ہوئے ٹکراتے ہیں لیکن شورش ملک کے اندر ہی
آپس میں قتل و غارت کے اسباب مہیا کرتے ہیں۔ بیرونی
سیاست کسی حکومت کے خلاف ایک طبقہ کو اکساتی ہیں تاکہ حکومت
کمزور پڑ جائے۔ یہ شورش کی ایک صورت ہے۔ ظلم و ستمگری کی
حکومت اپنی مکروہ صورت کے ساتھ اس طبقہ پر دباؤ ڈالتے ہیں
جو اقلیت میں ہوتے ہوئے ظالم کے ظلم کا سدباب کرتے ہوئے
نیکی اور اعمال خیر کے ساتھ اپنے راستے پر گامزن رہ کر اپنی منزل
کی طرف بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی راہ انبیاء
واوصیاء اور صالحین و متعلقین کے لئے اپنے خالق نے ہر دور میں
معین فرمادیا اور اس کو ہی صراط مستقیم سے تعبیر کیا۔ قادر مطلق اللہ
تبارک تعالیٰ کی قدرت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ ہر دور میں اس
راہ پر چلنے والوں پر چاہے جتنا ظلم ہو ان کے طمانچے سے ظالم کے
کلبجے دہل جاتے ہیں۔ اور ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب
قدرت کا شاہکار اور تکوین عالم سے جو ظلم ہوتا رہا ہے اس کا محتسب
اس ارض خاکی پر ظاہر ہوگا اور یہ ظلم سے بھری ہوئی دنیا کو عدل
وانصاف کے فرحت بخش ماحول میں تبدیل کر دیگا اور ایک پر
سکون فضا پیدا کر دے گا۔

جناب نوح علیہ السلام کی قوم نے جناب نوح علیہ السلام پر
اتنے پتھر برسائے تھے کہ یہ تحمل اور برداشت بشریت کے لئے
ایک منتہی ہے۔ لیکن جب نوح علیہ السلام کا انتقام سامنے آیا تو

سے تعبیر کرتے ہوئے افلاکی ذوات مقدسہ جن کی خلقت میں ایسا
اپنا نور پنہاں کر دیا جو متعین مصاحبین کو پہچان لیتے ہیں، اس کی
معرفت رکھتے ہیں اور وہ ایسی رہگذر کے دنیا پرست قائم کر دیا ہے
جو ایسی ہے جس پر برکتیں اور نعمتیں نازل ہوتی ہیں اور وہ کبھی گمراہ
نہیں ہوتے۔ اس کے لئے علامتیں، آیات کے سنگ میل قائم کر
دیئے جن کی روشنی میں وہ حال سے مستقبل کی طرف گامزن رہتے
ہیں۔

قرآن مجید خدا کا کلام ہے اور اس میں ارشاد گرامی ہے:
یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو واضح اور روشن دلائل کے
ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان کو نازل
کیا تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ ۱۔

اس دنیا میں اگر اس رہگذر پر انسان زندگی کا وہ سلیقہ سیکھ
لے اور مرضی خدا کے مطابق جینے کا انداز اختیار کر لے تو یہ زمین پر
عارضی زندگی مقدمہ ہے جو اخروی اور دائمی زندگی پر اپنے حق میں
اللہ تبارک و تعالیٰ سے سند حاصل کر لیتی ہے۔ اسی کا نام صراط مستقیم
رکھا جس کے اوپر چلنے والے بے خوف و خطر ایک بڑی نعمت سے
مستفیض ہوتے ہیں۔ یہ وہ راہ ہے جس پر شورش کے حملے ہوتے
رہتے ہیں لیکن صاحبان عقل و دانش کے طمانچوں سے خوفزدہ اور
دردناک نتائج کو بھگتنے کے بعد ضلالت کے پھندوں میں جکڑی
ہوئی حالت میں اس طرف چلے جاتے ہیں جہاں عذاب غلیظ کے
سوا کچھ بھی نہیں۔

ضالین کے گروہوں پر صالحین کے طمانچوں کا ذکر کرتے

ہم ایک طویل عرصے سے اپنی پوری قوم کے ساتھ جو اپنے آقا کے ظہور کے منتظر ہے، تمام مصائب کو جھیلنے ہوئے انتظار کی مدت میں اپنی حیات اُس کے قبضے میں دیے ہوئے ہیں۔ یہ لفظ ہمارے آقا کا قصائے عالم میں گونج رہا ہے۔

قرآن مجید میں خداوند متعال اعلان کر رہا ہے کہ انتظار کرو اور تم منتظرین کے ساتھ میں بھی انتظار کر رہا ہوں لیکن وہیں قوم کے افراد نجات پانے والے ہیں جس کے لئے اعلان رب العزت ہو رہا ہے کہ ہم تمہیں آزمائیں گے۔ آزمائش کی فضا میں اگر کوئی لفظ تسکینِ قلب کی وجہ بن جائے تو وہ انتظار ہے۔ سب سے مشکل منزل اگر اس دنیا حیات میں انسان کے لیے ہے تو وہ مشکل منزل انتظارِ منتہی ہوتی ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ انتظار موت کی شدت کے برابر ہے۔ لیکن ہمارا لاکھوں دُرو و سلام اپنے اس قرآنِ ناطق پر ہے جو ہمیں انتظار کی تلقین کرتا ہے اور اس کے باوجود ہماری ظلم و تشدد سے بھری ہوئی دنیا میں مطمئن زندگی بسر کرنے کی توفیق دیتا ہے۔

اے والدِ شفیق کی طرح ہم پر نظر عنایت رکھنے والے آقا! ہم انتظار کے معنی و مطالب کو اپنے قلب کی گہرائیوں میں اتارتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ جس کا ہم انتظار کر رہے ہیں وہ ہم کو اپنی بخشش و نعمتوں سے لمحہ لمحہ نوازتا رہتا ہے۔ آقا جب کوئی بڑی مشکل آتی ہے اور ہم کہتے ہیں ”یا صاحب الزمان ادرکنی“ تو میری آنکھوں سے جو آنسوؤں کی برسات ہوتی ہے وہ شاہد اور گواہ ہیں کہ ہم اس مشکل کے شکنجے سے نجات آپ ہی کے ذریعے حاصل کریں گے۔

صرف اس دنیا میں اسی (۸۰) افراد بچے تھے۔ ذرا سوچ اور فکر عمیق کی بات ہے کہ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت پر اپنی امت کی نجات اور وحدانیت کی مثال کس طرح قائم کر دی۔ بے شک کر بلا کشتی نجات ہے، کیا حرمہ کا سہ شعبہ تیر اور اس کا وہ ظلم و جور تمام دنیا کے مظالم کا نچوڑ ہے، باقی رہا؟ لیکن آج بھی دشمن کے سامنے جب معصوم علی اصغر علیہ السلام کا خون سے بھرا ہوا گلے کا ذکر ہوتا ہے تو پتھر دل بھی ٹوٹ جاتے ہیں اور چشمہائے گریہ سے بے ساختہ لبیک کی آواز دینے لگتے ہیں۔

طویل ہونے کی وجہ سے مضمون کو سمیٹتے ہوئے قارئین کی یاد تازہ کرنے کے لئے لکھ دیں کہ جب امام علیہ السلام کا ظہور ہوگا ظلم شعاع سے بھری دنیا میں ظالموں کی شورش میں بڑی کثرت ہوگی تو ذوالفقار کا وارث انھیں جب تہ تیغ کرے گا تو کہے گا ابھی تو علی اصغر علیہ السلام کے خون کا بدلہ نہیں لیا ہے۔ تاریخ سامنے ہے شورش پر بے شمار کتابیں ہیں طاغوتیت کی بے شمار سازشوں کے بے شمار طریقے ہیں اور اس کے ساتھ وہ ہیں جن میں غیر مغضوب، نعمت اور ولا الضالین کا قافلہ ہے۔ اس رہگذر کے مسافروں کا رہبر سورج کی طرح بادل کی اوٹ سے ان سب کا مددگار ہمت، حوصلہ، برات، جوش، ہوش، کا ضامن بن پر اپنی نعمتوں کی بارش کر رہا ہے۔

میرے مولا! میرے آقا! کتنے معصوم کا خون یہ شورش اور فتنہ ساز قوم کرتے چلے آ رہے ہیں۔ میرے آقا! ہم سب اپنے مہدی آخر الزمان کے ظہور میں تعجیل کے لئے دستِ دعا بلند کئے ہیں۔ اب آجاتے مولا اب آجاتے۔ آقا کا حکم ہے انتظار کرو۔

یہ غفلت، کیوں؟ اور کب تک؟

دنیا کا عالمی پس منظر مصنفین، مبلغین، مترجم کی کاوشوں سے تمام حقائق جو تعلیمات مصطفوی سے ہمیں دی گئی ہیں اس کا پورا پورا حق ادا کر کے بہت زیادہ کتابیں اور اپنے رہبران حق کے اقدامات کو ہمارے لئے آئینہ بنا کر رکھ دیا ہے۔ ہم اپنی قوم کے افراد سے ان کی توجہات اس طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے علماء، محدثین نے کتنی محنت و مشقت کے ساتھ مذکورہ بالا غفلتوں سے بیدار کیا ہے۔

ہم ذہن و شعور کی گہرائیوں میں دین کی حقانیت پر یقین رکھتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ دین ہر اعتبار و لحاظ سے ہمارے لئے بہتر ہے دین کی ہر ایک بات میں ہماری بہتری کی مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔

اب ایک نہایت اہم سوال یہ ہے اس عمیق یقین کے باوجود ہم اپنی زندگی میں دین سے استفادہ کیوں نہیں کرتے ہیں؟ ہم پریشانیوں میں در بدر کی ٹھوکریں کھاتے ہیں؟ ایرے غیرے کی چوکھٹ پر جا کر ذلت و رسوائی برداشت کرتے ہیں مگر دین کی طرف رجوع کر کے سکون و اطمینان، عزت و وقار حاصل نہیں کرتے ہیں؟

ہماری ایک عادت سی ہو گئی ہے ان تمام مراحل میں شیطان کو ذمہ دار قرار دے کر خود کو اپنی دانست میں بری الذمہ قرار دے لیتے ہیں اور اپنی ساری غفلت شیطان کے سر منڈھ دیتے ہیں۔

غفلت کے معنی اور مطالب مختص کئے ہیں صرف اس قوم کے لئے جس قوم کی ہدایت اور ارتباط اس حدیث سے ہے کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے۔ اور آخری وہ قائم ہوگا جو اس دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ اس اختصاص کے تحت ہم یعنی راقم الحروف مخاطب ہیں اور جو ابتداء سے در اہلبیت علیہم السلام سے منسلک ہیں۔

اس کا بیج اور اسلوب اس غفلت کی طرف اس کا عنوان غفلت کیوں اور کب تک ہوں گی۔ اس کا اس سے تعلق ہے۔ جمہور اسلام میں اس حدیث پر سب متفق ہیں لیکن سب اس میں جتنے فرقے ہیں متنازع فکر کے حامل ہیں۔ اس کی اساس اور بنیاد ہم صرف ان کے لئے شرح و بسط کریں گے جس کا تعلق در اہلبیت علیہم السلام سے ارتباط اور استقامت ان دونوں پہلوؤں پر مضبوط عقیدہ رکھتے ہیں۔

یہاں غفلت سے مراد ان تاثرات کی بنا پر ہے جن کی نشوونما داخلی اور بیرونی فضا میں ہوتی ہے۔ ہماری قوم کا کوئی فرد ایسا نہیں ہے۔ جو اپنے امام سے منسلک نہ ہو کیونکہ چاہے جتنا گمراہ کیوں نہ ہو وہ فرد جو ہماری قوم کا ہے جیسے ہی نام آتا ہے ہمارے امام عصر علیہ السلام یا تو وہ تعظیم میں کھڑا ہو جاتا ہے یا سر پر ہاتھ رکھتا ہے۔ لیکن یہاں پر ٹھہر کر اپنی قوم کے عالمی پس منظر کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی آخرت پر یقین رکھتے ہوئے بھی اس بیرونی فضا کی رنگینیوں پر اپنی قدروں سے غافل ہو جاتے ہیں۔ آج کی بیرونی

ایک سوال یہ ہے کہ:

☆ کیا واقعاً شیطان ہم پر اس قدر مسلط ہے کہ ہم اس کے سامنے بری طرح بے بس ہیں؟ ہمیں اپنے اوپر کوئی قدرت و اختیار حاصل نہیں ہے؟ یا ہم خود اپنے اختیار سے اس کے جال سے آزاد ہونا نہیں چاہتے ہیں؟

اس طرح کے مسائل پر سنجیدگی سے غور نہیں کرتے ہیں اور بہت جلد گذر جاتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں ہماری یہ بے توجہی ہمیں ذمہ داریوں سے آزاد قرار دے دے گی۔

غفلت کبھی بھی کوتاہیوں کے لئے جواز فراہم نہیں کرتی ہے

کون ہے جس کو یہ نہ معلوم ہو کہ اس کو ایک دن ضرور مرنا ہے۔ وہ کسی بھی مذہب و ملت سے تعلق رکھتا ہو یہاں تک کہ وہ بھی جو ہر طرح کے دین و مذہب کا انکار کرتا ہو وہ بھی موت پر یقین رکھتا ہے وہ بھی جانتا ہے ایک دن اس کو ضرور مرنا ہے مگر اس کے باوجود وہ اس طرح زندگی بسر کرتا ہے گویا اس کو کبھی موت نہیں آئے گی وہ اپنے اطراف میں نہ جانے کتنے مقبرہ دیکھتا ہے کتنی قبروں پر پھول چڑھاتا ہے کتنے جنازوں میں شرکت کرتا ہے..... مگر..... بیدار نہیں ہوتا ہے۔ اگر لوگ اس یقین پر ذرا سا بھی عمل کر لیتے تو آج دنیا کی حالت وہ نہ ہوتی جو اس وقت ہے۔

امام المتقین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں نے کسی یقین کو شک کے مشابہ نہیں دیکھا ہے مگر

اس انسان کو ہر ایک دن اس سے وداع ہو رہا ہے اور

ہر قدم قبر سے قریب ہو رہا ہے دنیا کے فریب کی طرف

واپس آ رہا ہے۔ خواہشات اور لذتوں سے دست بردار ہونے کو تیار نہیں ہے۔ اگر اس مسکین و ناتواں فرزند آدم کی گناہیں نہ ہوتیں۔ موت کے علاوہ کوئی اور باز پرس نہ ہوتی۔ جو اس کے شیرازہ کو منتشر کر دے گی۔ ایک کو دوسرے سے جدا کر دے گی۔ فرزندوں کو ماتم دار بنا دے گی، تب بھی اس کے لئے ضروری ہے خود کو ان باتوں سے دور رکھے جو اس کو تھکا دینے والی ہیں۔ ہم موت سے اس طرح غافل ہیں گویا ہم اس سے کبھی ملاقات کرنے والے ہی نہیں ہیں۔ دنیا اور اس کی لذتوں میں اس طرح ڈوب گئے ہیں ہمیں حساب و کتاب کا کوئی خیال نہیں ہے اور نہ ہی کسی عذاب کا ڈر ہے۔“

ہم روزانہ اپنی نگاہوں سے موت کے مناظر دیکھتے رہتے ہیں آنکھوں کے سامنے جنازے جاتے رہتے ہیں۔ گھروں سے فریاد و بکا کی آوازیں سنتے رہتے ہیں۔ ہر سن و سال ہر قوم و قبیلہ ہر طرح کے لوگوں کو موت سے ہمکنار ہوتے دیکھتے رہتے ہیں مگر اس کے باوجود ہم اس طرح زندگی بسر کرتے ہیں گویا ہمیں موت نہیں آئے گی۔

کیا موت جیسی حقیقت سے اپنی غفلت کو شیطان کے سر ڈال کر خود کو بری الذمہ کر سکتے ہیں اور اپنی ذمہ داریوں سے خود کو آزاد کر سکتے ہیں؟

شیطان طاقتور یا کمزور

”وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعَدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۗ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۗ فَلَا تَلُمُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ ۗ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِي ۗ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ“ ۛ

جب قیامت میں تمام فیصلے تمام ہو جائیں گے اس وقت شیطان کہے گا خدا نے تم سے حق و سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے خلاف حقیقت وعدہ کیا تھا اور اس پر کوئی دلیل بھی پیش نہیں کی تھی۔ (صرف جھوٹے وعدوں سے تم کو فریب دیا تھا) بس میں نے تم کو بلا یا تم نے میری بات قبول کر لی لہذا میری ملامت مت کرو خود اپنی ملامت کرو۔ آج نہ میں تمہاری کوئی مدد کر سکتا ہوں اور نہ تم میری کوئی مدد کر سکتے ہو۔ جس شرک نے تم کو میرے دھوکے میں قرار دیا میں اس کا انکار کرتا ہوں۔ یقیناً ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اس طرح ہماری غفلت کا سبب شیطان نہیں ہے، بلکہ ”ہم خود ہیں“۔ یہ ہم ہیں جو شیطان کے جھوٹے وعدوں پر بھروسہ کرتے ہیں اور خداوند عالم کے سچے وعدوں سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ شیطان طاقتور نہیں ہے ہم اس کے مقابلہ پر خود کو بلا وجہ

ہماری ایک عادت یہ ہے کہ ہم کبھی بھی اپنی غلطیوں، کوتاہیوں میں خود کو ذمہ دار قرار نہیں دیتے ہیں، ہمیشہ دوسروں کو اس کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں، خود کو اس طرح پیش کرتے ہیں گویا ہم اس کام کرنے پر مجبور تھے اور ہم نے یہ کام مجبوراً انجام دیا ہے۔ اس طرح ہر طرح کے حساب و کتاب سے خود کو آزاد سمجھتے ہیں۔

اسی روش کی بنا پر ہم اپنی ساری خرابیوں کو شیطان کے سر ڈال دیتے ہیں شیطان نے ایسا کر دیا شیطان نے ویسا کر دیا۔ خود کو شیطان کے سامنے ضعیف و ناتواں ثابت کرتے ہیں اور شیطان کو بہت زیادہ طاقتور قرار دیتے ہیں۔

یہ بھی ایک طرح کا دھوکا ہے۔ یہ خود اپنے آپ کو فریب دینا ہے قرآن کریم نے جہاں ہمیں شیطان کی عبادت سے منع کیا ہے۔ ”لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ“ ۛ شیطان کی عبادت مت کرو۔ وہاں اس بات کا بھی اعلان کر دیا! ”إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانَ كَانَ ضَعِيفًا“ ۛ شیطان کا مکر و فریب بہت ہی کمزور ہے۔

لطف کی بات تو یہ ہے کہ خود شیطان نے بھی اپنے آپ کو ہمارے کاموں گناہوں سے بری الذمہ قرار دیا ہے۔ خود شیطان کا بیان اس طرح ہے۔

۱۔ سورہ مریم (۱۹)، آیت ۴۴

۲۔ سورہ النساء (۴)، آیت ۷۶

۳۔ سورہ ابراہیم (۱۴)، آیت ۲۲

(۱) ”عقل“ جس کے ذریعہ ہم خیر و شر، اچھے اور برے میں تمیز کر سکتے ہیں۔

(۲) ”اختیار“ خیر و شر اچھے اور برے میں تمیز کے ساتھ ساتھ ہم ان میں کسی ایک کو منتخب کرنے کا ”اختیار“ رکھتے ہیں۔

(۳) ”ارادہ“ کسی ایک کو اختیار کرنے کے بعد اپنے ارادہ سے اس کو عملی کر سکتے ہیں۔

(۴) ”قوت و طاقت“ اعضا و جوارح یا فکر و شعور میں اس قدر طاقت و قوت بھی دی ہے کہ اس کو عملی کر سکتے ہیں۔ اگر آنکھوں کو دیکھنے کی قوت و طاقت دی ہے تو پلکوں کو کٹرول کرنے کی بھی طاقت دی ہے نگاہ کا پڑ جانا اگر اختیاری نہ ہو مگر پلکوں سے کٹرول کرنا ضرور اختیاری ہے۔

(۵) انبیاء و مرسلین: خداوند متعال نے انسان کو عقل و شعور ارادہ و اختیار کی بے پناہ دولت دے کر اشرف مخلوقات قرار دیا ہے خداوند متعال یہ چاہتا ہے کہ انسان سعادت و جنت کا راستہ اختیار کرے اور جہنم کا ایندھن نہ بنے۔

خداوند متعال یہ بھی جانتا ہے کہ انسان کی نفسانی خواہشات اور دنیا کی محبت اس قدر دل بھانے والی ہیں کہ انسان اس قدر طاقتور اسلحوں سے لیس ہونے کے باوجود خود کو کمزور محسوس کرتا ہے یا ان خزانوں سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس بنا پر خداوند متعال نے انسان پر مزید درمزید کرم و فضل کیا اس کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے اور ان طاقتور اسلحوں کو بروئے کار لانے کے لئے اپنی بارگاہ سے تربیت یافتہ، علم الہی سے آراستہ، درد مند اور مخلص نمائندہ، انبیاء و مرسلین کی صورت میں بھیجے تاکہ انسان کو

کمزور محسوس کرتے ہیں۔ ہم واقعاً کمزور نہیں ہیں خود کو کمزور محسوس کرتے ہیں۔ ہم خداوند عالم پر ایمان کی بنا پر واقعاً طاقتور ہیں ہم اپنی طاقت اور ایمانی سرمایہ سے غافل ہیں غفلت کی وجہ دنیا کی محبت اور اس کی لذتیں ہیں۔

مستحکم پناہ گاہ

خداوند عالم کا ارشاد ہے۔ قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۱۔ حجت بالغہ خدا کے لئے ہے۔ خداوند عالم نے اپنی رحمت و کرم سے ایسے انتظامات کئے ہیں کہ ہمارے لئے عذر اور بہانوں کے تمام دروازہ بند کر دیئے ہیں۔ خداوند متعال نے شیطان اور اس طرح کے تمام دوسرے فریب دھوکہ سے محفوظ رہنے کے لئے بہترین وسائل فراہم کئے ہیں۔ ایسے بے مثال امکانات ہمارے اختیار میں دیئے گئے ہیں جو ہمیں ہر میدان میں فتح و کامرانی عطا کر سکتے ہیں۔ اور اس طرح خداوند متعال نے عذر اور بہانوں کے تمام دروازے بند کر دیئے ہیں۔

خداوند عالم نے بہترین امکانات فراہم کر دیئے ہیں لاجواب خزانے ہمیں عطا کر دیئے ہیں ان کا استعمال کرنا نہ کرنا ہمارے اختیار میں ہے۔ اب اگر کوئی خزانوں کا مالک ہونے کے باوجود ان خزانوں کی طرف مڑ کر نہ دیکھے اور غفلت میں رہے اور اپنی فقیری اور تنگدستی کا اظہار کرتا رہے تو اس فقیری اور تنگدستی کا ذمہ دار کون ہے؟ خداوند عالم نے ہم کو بے مثال خزانے اور طاقت کے سرچشمہ عطا فرمائے ہیں ان میں بعض اس طرح ہیں۔

ہدایت و سعادت، جنت و نجات کی طرف رہنمائی کر سکیں اور
(۲) امان زمین انسان اپنی غفلت کی بنا پر عذاب الہی کا شکار نہ ہو۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

نَحْنُ أُمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَ مَحْجُجُ اللَّهِ عَلَى
الْعَالَمِينَ وَ سَادَةُ الْمُؤْمِنِينَ وَ قَادَةُ الْغُرِّ
الْمُحَجَّلِينَ وَ مَوَالِي الْمُؤْمِنِينَ

وَ نَحْنُ أَمَانٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ كَمَا أَنَّ النُّجُومَ
أَمَانٌ لِأَهْلِ السَّمَاءِ وَ نَحْنُ الَّذِينَ بَنَا
يُمْسِكُ اللَّهُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا
بِإِذْنِهِ وَ بَنَا يُمْسِكُ الْأَرْضَ أَنْ تَمِيدَ بِأَهْلِهَا
وَ بَنَا يُنْزِلُ الْغَيْثَ وَ تَنْشُرُ الرَّحْمَةَ وَ تَخْرُجُ
بَرَكَاتُ الْأَرْضِ وَ لَوْ لَا مَا فِي الْأَرْضِ مِنَّا
لَسَاخَتْ بِأَهْلِهَا

ثُمَّ قَالَ: وَلَمْ تَخُلْ الْأَرْضُ مِنْذُ خَلَقَ اللَّهُ
آدَمَ مِنْ حُجَّةٍ بِاللَّهِ فِيهَا ظَاهِرٌ مَشْهُورٌ أَوْ
غَائِبٌ مَسْتُورٌ وَ لَا تَخْلُو إِلَى أَنْ تَقُومَ
السَّاعَةُ مِنْ حُجَّةٍ بِاللَّهِ فِيهَا وَ لَوْ لَا ذَلِكَ لَمْ
يُعْبَدِ اللَّهُ ۗ

ہم مسلمانوں کے امام ہیں، ساری کائنات پر خدا کی
حجت ہیں، مومنین کے سردار ہیں۔ نورانی پیشانی
والوں کے رہنما ہیں۔ مومنین کے مولیٰ ہیں۔

(۶) امام عصر: گذشتہ تمام نعمتوں اور بیش بہا خزانوں کے ساتھ
ساتھ خداوند رحمن و رحیم ذوالفضل العظیم نے ایک نہایت
مستحکم قلعہ اور نہایت مضبوط ناقابل تسخیر پناہ گاہ بھی ہر دور
میں قرار دی ہے۔ وہ مستحکم قلعہ اور ناقابل تسخیر پناہ گاہ ہر
زمانہ کے امام معصوم کا وجود مبارک ہے اس وقت یہ مستحکم
قلعہ اور ناقابل تسخیر پناہ گاہ حضرت حجۃ بن الحسن
العسکری علیہ السلام کا وجود مبارک ہے۔

روایتوں میں اس مستحکم پناہ گاہ کو اس طرح بیان کیا گیا
ہے۔ اختصار کے پیش نظر صرف چھ (۶) عنادین کی طرف اشارہ
کرتے ہیں۔

(۱) ”کھف الوری“ (مخلوقات کی جائے پناہ)

زیارت جامعہ کبیرہ میں اہل بیت کو ”کھف الوری“ قرار دیا
گیا ہے کھف غار کو کہتے ہیں اسی سے ”اصحاب کھف“ ہیں۔ غار وہ
جگہ ہے جہاں انسان باہر کی آفتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ امام
پوری کائنات پر خداوند متعال کے نمائندہ ہیں، وہ پوری کائنات
کے لئے خدا کی طرف سے ”جائے پناہ“ ہیں۔ جائے پناہ کا ہونا
ایک مسئلہ ہے اور اس میں داخل ہونا پناہ لینا ایک دوسرا مسئلہ ہے۔

خداوند متعال نے حضرت ولی عصر علیہ السلام کے وجود مبارک کی
شکل میں ساری کائنات کے لئے جائے پناہ قرار دے دی ہے ان
کی امامت و ولایت کا اقرار کر کے اس میں داخل ہونا ہماری ذمہ
داری ہے۔

آئمہ علیہم السلام سے نقل ہوئی ہیں اختصار کی بنا پر نقل کرنے کی سعادت سے محروم ہیں۔

(۳) بلاؤں سے حفاظت

نصر نامی خادم کا بیان ہے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت وہ گہوارہ میں تھے۔ انہوں نے فرمایا: ”سرخ صندل لے آؤ“ میں نے ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔

فرمایا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو۔

عرض کیا: آپ میرے سید سردار اور میرے سید و سردار کے فرزند ہیں۔

امام نے فرمایا: میں یہ نہیں دریافت کر رہا ہوں۔

عرض کیا: آپ بیان فرمائیں!

فرمایا:

أَنَا خَاتَمُ الْأَوْصِيَاءِ وَبِي يَدْفَعُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
الْبَلَاءَ عَنِ أَهْلِي وَشِيعَتِي۔^۱

میں آخری وصی ہوں خداوند متعال میرے ذریعہ میرے اہل خاندان اور میرے شیعوں سے بلائیں دور کرتا ہے۔^۲

یعنی حضرت ولی عصر علیہ السلام کی بدولت ان کے صدقہ میں

^۱ مکالمات المکارم ۹۱/۱، ج ۲۰۷

^۲ صاحب مصباح اللغات نے لکھا ہے۔ ”الْبَلَاءُ“ وہ غم جو جسم کو گھٹلا دے۔ (ص ۷۲)

ہم اہل زمین کے لئے اسی طرح امن و امان کا سبب ہیں جس طرح ستارے آسمان والوں کے لئے۔ ہم ہی وہ ہیں جن کے ذریعہ خداوند متعال آسمان کو زمین پر گرنے سے اپنی اجازت سے روکے ہوئے ہے۔ ہماری بنا پر زمین اپنے اوپر بسنے والوں کو آغوش میں لئے ہوئے ہے۔ ہماری بنا پر بارش ہوتی ہے ہماری بنا پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور زمین سے برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اگر ہم میں سے کوئی ایک اس زمین پر نہ ہوتو یہ زمین اپنے اہل سمیت دھنس جائے۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: خداوند متعال نے جب سے جناب آدم کو پیدا کیا ہے اس وقت سے آج تک یہ زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہی ہے چاہے وہ ظاہر و آشکار ہو چاہے وہ غائب اور پوشیدہ ہو اور اسی طرح صبح قیامت تک خالی نہیں رہے گی اگر حجت خدا کا وجود نہ ہوتو خداوند متعال کی عبادت نہ ہوگی۔

اس حدیث میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں ان سب کا مصداق کامل و تام حضرت حجۃ بن الحسن العسکری علیہ السلام کا وجود مبارک ہے۔ آپ اس وقت تمام اہل زمین کے لئے امن و امان کا سبب ہیں آپ ہی کی بنا پر یہ دنیا قائم و برقرار ہے زمین کی تمام برکتیں آپ کے قدموں کی برکت کی بنا پر ہیں۔ اس وقت دنیا میں جہاں بھی خدا کی عبادت ہو رہی ہے وہ سب کی سب آپ علیہ السلام کی بنا پر ہے۔

اس مضمون کی اور روایتیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور

جس ولی کو تو نے ہمارے لئے نگہبان اور پناہ گاہ کے طور پر خلق کیا ہے۔

اس کو ہماری پائیداری اور پناہ کا سبب قرار دیا ہے۔

اور جس کو تو نے مومنین کے لئے امام قرار دیا ہے۔

خدا یا ان کی خدمت اقدس میں ہمارا درود و سلام پہنچا دے۔

دعائے ندبہ کے ان جملوں میں حضرت ولی عصر کے لئے پانچ صفات ذکر کی گئی ہیں یہ وہ خصوصیتیں ہیں جو خداوند متعال نے ان کی ذات اقدس میں ہمارے لئے قرار دی ہیں۔

(۱) عَصَبَةٌ: گناہوں سے محفوظ رہنے کا ملکہ۔ گناہوں سے دور رہنے کا ذریعہ

(۲) مَلَاذًا: قلعہ، پناہ کی جگہ

(۳) قَوَامًا: زندگی، زندگی کا سہارا

(۴) مَعَاذًا: جائے پناہ

(۵) إِمَامًا: امام، رہبر، پیشوا

خداوند متعال نے حضرت ولی عصر علیہ السلام کو ساری دنیا کے لئے گناہوں سے محفوظ رہنے، اور ہر طرح کی آفت و بلا سے محفوظ رہنے کے لئے مستحکم ترین قلعہ قرار دیا ہے۔ یہ قلعہ اس قدر وسیع ہے کہ ساری کائنات اس میں پناہ لے سکتی ہے۔ اس وقت دنیا کی تمام تر مشکلات کا اہم سبب بلکہ واحد سبب اس مستحکم پناہ گاہ سے غفلت اور دوری ہے۔ ہم وہاں پناہ لے رہے ہیں جو خود ہر طرح کی مشکلات و مصائب و آفات میں گرفتار ہیں جب تک دنیا اس

صرف معمولی بلائیں دور نہیں ہوتی ہیں بلکہ جسم کو گلا دینے والی سخت ترین بلائیں دور ہو جاتی ہیں۔

دوا کا موجود ہونا ایک بات ہے اور اس کا صحیح استعمال الگ مسئلہ ہے۔ ایسے عظیم المرتبت امام کا وجود خداوند متعال کا عظیم فضل و کرم ہے۔ ان کے وجود بابرکت سے استفادہ کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ ہم بلاؤں میں اس لئے گرفتار ہیں کیونکہ ہم اپنے امام وقت حضرت حجت بن الحسن علیہ السلام کی طرف رجوع نہیں کر رہے ہیں۔ اپنی غفلت شیطان کے سرمنڈھنے سے ہم بری الذمہ نہیں ہوں گے۔ اگر اب تک غفلت میں تھے تو اب بیدار ہو جائیں۔

(۲) عَصَبَةٌ وَمَلَاذًا

دعائے ندبہ زمانہ غیبت کی اہم ترین دعاؤں میں ہے ہر جمعہ اس کے پڑھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ علماء نے اس دعا کی سند کو معتبر قرار دیا ہے۔ اس دعا کے آخر میں ہے۔

اللَّهُمَّ وَنَحْنُ عِبِيدُكَ التَّائِقُونَ إِلَىٰ وَوَلِيِّكَ،
الْمَذْكُورِ بِكَ وَبِنَبِيِّكَ، خَلَقْتَهُ لَنَا عِصْبَةً وَ
مَلَاذًا، وَأَقَمْتَهُ لَنَا قَوَامًا وَمَعَاذًا، وَجَعَلْتَهُ
لِلْمُؤْمِنِينَ مِنَّا إِمَامًا، فَبَلِّغْهُ عَنَّا تَحِيَّةً وَ
سَلَامًا۔

خدا یا ہم تیرے بندے تیرے اس ولی کے بہت زیادہ مشتاق اور شیدائی ہیں جس کا تذکرہ تو نے اور تیرے نبی نے کیا ہے۔

ناصر و مددگار نہیں ہے۔

یہ بات خوب اچھی طرح اور پوری وضاحت سے ذہن میں رہے حضرت ولی عصر علیہ السلام ان عہدیداروں اور منصب داروں میں نہیں ہیں جو اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہوں۔ بلکہ ان اعلیٰ عہدیداروں میں ہیں جن کی کوشش و سعی ہمیشہ خداوند متعال کی بارگاہ میں شکر و ستائش کے لائق ہے۔ بلکہ اس عظیم الشان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ہیں جن کے بارے میں خداوند متعال نے فرمایا ”ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ اپنے کو مشقت میں قرار دیں“۔ بلکہ ”رات بھر کی عبادت میں کچھ کم کر دیں“۔ (مدثر)

حضرت ولی عصر علیہ السلام کی جانب سے مظلوموں اور بے یار و ناصروں کی فریاد رسی میں کوئی بھی کمی و کوتاہی نہیں ہے بلکہ سارا قصور اور کوتاہی ہماری طرف سے ہے۔ ہماری مثال اس شخص کی طرح ہے جس کے پاس رہنے کے لئے عالیشان محل موجود ہے مگر وہ اس میں داخل ہونے کے بجائے ادھر ادھر بھٹک رہا ہے اور فٹ پاتھ پر زندگی بسر کر رہا ہے اور اپنی مشکلات کا رونا رورہا ہے۔ اگر وہ اس محل میں داخل ہو جائے تو ہر طرح کے مصائب و آلام سے نجات پا جائے گا۔

(۶) نگہبانی اور مسلسل یاد

حضرت ولی عصر صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے عظیم الشان عالم فقیہ مورد اعتماد جناب شیخ مفید کے نام اپنی ایک توجیح (خط) میں شیعوں اور چاہنے والوں کے مسائل حل کرنے کے سلسلے میں

مستحکم قلعہ کی پناہ میں نہیں آئیگی اس وقت تک نہ صرف یہ کہ مشکلات ختم نہیں ہوں گی بلکہ ان میں برابر اضافہ بھی ہوتا رہے گا۔

اس قلعہ میں پناہ لینے کا راستہ ان کی امامت و ولایت کے عقیدہ کے ساتھ ساتھ قدم قدم پر ان کی طرف رجوع کرنا اور ان سے ہدایت حاصل کرنا ہے۔

(۵) فریاد رس

زمانہ غیبت کی ذمہ داریوں میں ایک ذمہ داری روزانہ نماز صبح کے بعد ”دعائے عہد“ پڑھنا ہے روایت میں ہے جو شخص چالیس دن تک مسلسل یہ دعا پڑھے گا اگر ظہور سے پہلے ان کا انتقال ہو جائے گا تو ظہور کے وقت وہ زندہ کیا جائے گا اور حضرت حجت کے اعوان و انصار میں شمار ہوگا۔ خداوند متعال اس دعا کے ہر ایک کلمہ کے بدلہ میں ایک ہزار نیکیاں عطا کرے گا اور ہر ایک کلمہ کے عوض ایک ہزار گناہیں معاف کرے گا۔

دنیا کی تباہی و فساد کا ذکر کرنے کے بعد یہ بتانے کے بعد یہ تمام فسادات انسان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہیں اور ان سب کا واحد حل حضرت فاطمہ زہرا کے فرزند دلہند کا ظہور پر نور ہے۔ اب اس جملہ پر غور فرمائیے۔

”وَاجْعَلْهُ اللَّهُ مَفْزَعًا لِمَظْلُومٍ عِبَادِكَ وَ

نَاصِرًا لِّلْمَنِّ لَا يَجِدُ لَهُ نَاصِرًا غَيْرَكَ“

خدا یا ان کو اپنے اُن مظلوم بندوں کے لئے ناصر و مددگار قرار دے جن کا تیرے علاوہ کوئی اور

یہ واقعہ نقل فرمایا ہے۔

ایک مرتبہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہو کر فرات کے راستہ سے نجف اشرف واپس آ رہا تھا۔ میں کربلا اور طویرج کے درمیان دریا پار کرنے کے لئے ایک چھوٹی کشتی پر سوار ہوا۔ اس میں حله اور طویرج کے لوگ سوار تھے۔ حله اور طویرج کا راستہ الگ الگ تھا۔ میں نے دیکھا یہ لوگ لہو و لعب ہنسی مذاق میں مشغول ہیں ان میں ایک ایسا شخص ہے جو ان کے ساتھ شریک نہیں ہے وہ بہت ہی باوقار ہے چہرہ سے شرافت کے آثار نمایاں ہیں وہ ان کی ہنسی مذاق میں شریک نہیں ہے وہ لوگ اس کے مذہب کا مذاق اڑا رہے ہیں اعتراض کر رہے ہیں مگر وہ ان کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ ہماری کشتی ایک ایسی جگہ پہنچی جہاں پانی بہت کم تھا ناخدا نے ہم کو کشتی سے اتار دیا ہم دریا کے کنارے کنارے چل رہے تھے راستہ میں اس شخص سے ملاقات ہو گئی میں نے اس سے ان لوگوں سے دور رہنے کا سبب دریافت کیا۔ یہ لوگ کیوں آپ پر اعتراض کر رہے ہیں کیوں برا بھلا کہہ رہے ہیں۔

اس نے کہا۔ یہ لوگ اہل سنت ہیں اور میرے رشتہ دار ہیں۔ میرے والد سنی ہیں اور میری والدہ اہل ایمان میں سے ہیں خداوند متعال نے صاحب الزمان حضرت حجت علیہ السلام کے ذریعہ مجھ پر لطف و کرم کیا ہے۔ میں نے اس سے ایمان لانے کی وجہ دریافت کی۔

کہا۔ میرا نام ”یا قوت“ ہے میں حله کے پل پر روغن فروخت

مسلل ان کی نگہداشت و حفاظت کے تعلق سے تحریر فرمایا:

إِنَّا غَيْرُ مُهْبِلِينَ لِمَرَاعَاتِكُمْ وَلَا نَاسِبِينَ
لِذِكْرِكُمْ وَلَا ذَلِكْ لَنَزَلْ بِكُمْ اللَّأْوَاءُ وَ
اصْطَلَبَكُمْ الْأَعْدَاءُ ۝

ہم یقیناً تمہاری نگہداشت و حفاظت میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے اور نہ ہی تمہیں بھول جاتے ہیں (اگر ہماری حفاظت اور خیال نہ ہوتا) تو تم پر سخت ترین مصیبتیں نازل ہوتیں اور دشمن تم کو تباہ و برباد کر دیتے۔

اس وقت ہم لوگوں کا ہر طرح کے مسائل و اختلافات، جہالت، گناہ، بد اخلاقی..... میں گرفتار ہونے کے باوجود بحیثیت قوم زندہ رہنا اور باوقار زندہ رہنا یہ سب حضرت ولی عصر علیہ السلام کے لطف و کرم عنایت و احسان کا نتیجہ ہے۔

حضرت ولی عصر علیہ السلام ہر وقت ہر طرح سے ہماری حفاظت اور دستگیری فرماتے رہتے ہیں ایک واقعہ نقل کر کے اس مضمون کو تمام کرتے ہیں۔

کوئی کام نہ آیا

محدث بزرگ و معتبر جناب میرزا حسین نوری علی اللہ مقامہ نے اپنی کتاب ”جنت الماویٰ“ ص ۲۹۲، حکایت ۷۷ کے ذیل میں نہایت معتبر و مستند عالم جناب ”علی رشتی“ طاب ثراہ سے

بھول گیا۔

اور فرمایا: تم عنقریب ایک دیہات میں پہنچو گے جس کے تمام رہنے والے شیعہ ہیں۔

میں نے عرض کیا۔ اے میرے سردار کیا آپ میرے ہمراہ اس راستہ تک تشریف لے چلے گئے۔

انہوں نے جو فرمایا اس کا مفہوم تھا ’’نہیں‘‘ مجھے اس وقت دنیا کے اطراف و جوانب میں ہزاروں لوگوں کی مدد کرنا ہے۔ پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں ابھی چند قدم چلا تھا کہ دیہات میں پہنچ گیا گرچہ اس کا فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ میرے ساتھی ایک دن کے بعد وہاں پہنچے۔

جب میں حلہ پہنچ گیا سید الفقہاء جناب سید مہدی القزوینی طاب ثراہ کی خدمت میں حاضر ہوا ان سے اپنا واقعہ بیان کیا انہوں نے مجھے دین کے اصول و قوانین تعلیم دینے ان سے دریافت کیا اگر میں پھر امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضری کا شرف کرنا چاہوں تو کونسا عمل انجام دوں۔ فرمایا! چالیس شب جمعہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرو۔

میں حلہ سے ہر شب جمعہ زیارت کو جا رہا تھا یہاں تک بس آخری جمعہ باقی رہ گئی تھی۔ میں جمعرات کو حلہ سے زیارت کی نیت سے نکلا۔ جب میں شہر کے دروازہ پر پہنچا وہاں ظالم و جابر حکمرانوں کے معین کردہ افراد کھڑے تھے ہر ایک سے پاسپورٹ اور اجازت نامہ مانگ رہے تھے میرے پاس نہ پاسپورٹ تھا اور

بقیہ صفحہ نمبر ۲۸ پر.....

کرتا ہوں میں ایک سال دیہات سے روغن خریدنے حلہ سے باہر گیا۔ مراحل و مسافت طے کرنے کے بعد میں نے اپنی پسند کا روغن خریدا اور اپنے گدھے پر بار کر کے لوگوں کے ہمراہ واپس آ رہا تھا۔ ایک جگہ پہنچ کر ہم سو گئے جب میں بیدار ہوا تو تمام ساتھی جا چکے تھے میں بالکل یکتا و تنہا رہ گیا تھا۔ میرا پورا راستہ صحرا سے تھا جہاں بہت زیادہ درندہ تھے ارد گرد دور تک کوئی آبادی نہیں تھی۔ میں درندوں سے بہت زیادہ خوفزدہ تھا اور پیاس سے بھی بہت زیادہ پریشان تھا۔ میں خلفاء اور اپنے بزرگوں سے استغاثہ کرتا رہا ان کو مدد کے لئے پکارتا رہا مدد مانگتا رہا خدا کی بارگاہ میں ان کو واسطہ قرار دیتا رہا بہت رو یا بہت گڑ گڑایا مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔

اس وقت میں نے اپنے دل سے کہا میں نے اپنی والدہ سے سنا ہے میرے ایک امام زندہ ہیں اور ان کی کنیت ’’اباصالح‘‘ ہے۔ وہ راستہ بھٹک جانے والوں کو راستہ دکھاتے ہیں۔ فریاد کرنے والوں کی دستگیری کرتے ہیں کمزوروں کی مدد کرتے ہیں۔ میں نے خدا سے یہ عہد و پیمان کیا میں ان کی بارگاہ میں استغاثہ کروں گا مدد کو پکاروں گا اگر انہوں نے میری مدد کر دی تو میں اپنی والدہ کا دین اختیار کر لوں گا۔

میں نے ان کو پکارا ان کی بارگاہ میں استغاثہ کیا۔ اسی وقت میں نے اپنے پہلو میں ایک شخص کو پایا جو میرے ساتھ ساتھ چل رہے تھے ان کے سرا قدس پر سبز عمامہ تھا۔

اس وقت انہوں نے دریا کی ہریالی کی طرف اشارہ کیا۔ جس کی سبزی اور ہریالی اس طرح تھی اور مجھے راستہ بتا دیا اور مجھے والدہ کا دین قبول کرنے کا حکم دیا اور کچھ باتیں تعلیم دیں جو میں

کیا ظہور ہو چکا ہے؟

تذکرہ: ان حدیثوں کے اصل موضوع پر توجہ رہے کہ حکومتِ مہدی علیہ السلام میں زمین عدل و انصاف سے بھری ہوگی۔ ظلم کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مہدی علیہ السلام، رسول خدا ﷺ کی عترت سے ہوں گے۔ البتہ حدیثوں سے واضح ہے کہ امام مہدی علیہ السلام گیارہویں امام، امام حسن عسکری علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔

امام مہدی علیہ السلام کی ایک خصوصیت

جب امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو روایت کے مطابق حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ شیعہ اور اہل سنت حوالہ کے مطابق روایت ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تمہارا کیا ہوگا جب عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تمہارے درمیان میں ہوگا۔ ۱

اسی طرح رسول اکرم ﷺ کی مشہور و معروف حدیث میں وارد ہوا ہے:

جس نے ظہور مہدی کا انکار کیا تو یقیناً اُس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی ہر چیز کا انکار کیا، اور جس نے نزولِ عیسیٰ کا انکار کیا تو اُس نے کفر اختیار

امام مہدی علیہ السلام کی حکومتِ جهانی، اور دنیا کا عدل و انصاف سے بھر جانا اور ظلم و جور کا خاتمہ ہو جانا دین اسلام کے مسلمات میں سے ہے۔ اس کی تائید میں مشہور و معروف حدیث جسے مرحوم لطف اللہ صافی گلپایگانی (متوفی ۱۴۲۳ھ) نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ”مَدَنَتَّحَبُّ الاثر فی الامامہ الثانی عشر علیہ السلام“ کے فصل ۲ باب ۱ میں صحاح ستہ اور دوسری کتابوں کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اگر دنیا کی عمر ایک دن سے زیادہ باقی نہ رہے (تب بھی) خداوند عالم یقیناً میرے اہل بیت سے ایک فرد کو ظاہر کرے گا جو زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ ۱

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مہدی مجھ سے ہے..... وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی وہ سات سال حکومت کرے گا۔ ۲

۱ منتخب الاثر، فصل ۲، باب ۱۴۲/۱، بنقل از سنن ابن داؤد (طبع مصر المطبعة لتأزیه ج ۲/۲۰۷)، ینایج المودۃ ۴۳۲، ترمذی، ابن ماجہ۔ ونور الابصار باب ۲ ص ۱۵۴

۲ منتخب الاثر، ف ۲، ب ۱ ص ۱۴۴، بنقل از صحیح البخاری و صحیح مسلم

۳ منتخب الاثر، ف ۲، ب ۱ ص ۱۴۴، بنقل از صحیح البخاری و صحیح مسلم

وبرکات کی فراوانی نہیں ہے۔ لیکن کاذب اور جھوٹے دعویٰ کر رہے ہیں کہ امام کا ظہور ہو چکا ہے اور انتظار کی ضرورت نہیں ہے۔

ایک خاص خصوصیت

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے سلسلہ میں ایک خصوصیت یہ بتائی جاتی ہے کہ امام علیہ السلام کے ظہور کے وقت کچھ لوگوں کی رجعت ہوگی۔ رجعت کی تفصیل کیلئے قارئین الممنتظر کی طرف رجوع کریں ”الممنتظر“ خصوصی شمارہ شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ صفحات ۱۶ تا ۱۸۔ البتہ اختصار کے ساتھ یہاں رجعت کے عقیدہ کی وضاحت کرتے ہیں۔

رجعت: رجعت اسلام کا مسلم عقیدہ ہے۔ قرآنی آیتیں اور حدیثیں اس کی حقانیت پر دلالت کرتی ہیں۔ رجعت کے معنی پلٹنا، بازگشت ہے۔ اصطلاحی طور پر بعض مردوں کے قیامت سے پہلے زندہ ہونے سے عبارت ہے، وہ لوگ جو موت کی آغوش میں گہری نیند سو رہے ہیں خدا کی لازوال قدرت اُن کو دوبارہ اسی دنیا میں زندہ کرے گی۔ جو لوگ رجعت کریں گے دو مرتبہ زندہ اور مردہ کئے جائیں گے۔

بزرگ شیعہ علماء نے رجعت کے سلسلہ میں مستقل کتاب لکھی ہے۔ شیخ حرّ عاملی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۱۱۰۴ھ) نے ایک کتاب ”الایقاظ من الہجّۃ فی البہان علی الرجّۃ“ تحریر فرمائی ہے۔ اس کا تعارف الممنتظر میں ہو چکا ہے۔ آپ نے ہی آج سے تقریباً تین سو چالیس سال پہلے لکھا ہے کہ رجعت پر مستقل یا غیر مستقل کتابیں

کیا۔۔۔ لہ

تذکرہ: ان حدیثوں میں نزول عیسیٰ علیہ السلام، امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے ساتھ ہے۔ بہت سارے جھوٹے دعویٰ داران مہدویت کے دعویٰ جھوٹے ثابت ہو گئے۔ اور اب جو یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو چکا مزید انتظار کی ضرورت نہیں وہ بھی جھوٹے، کاذب اور مفتر ہیں۔

امام مہدی علیہ السلام کی حکومت میں زمین کا آباد ہونا

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ زمین آباد ہوگی۔ امیر المومنین علیہ السلام کی ایک طولانی حدیث کے آخری حصہ میں ہے:

..... زمین مہدی کے ذریعہ آباد، پاک صاف ہو جائیگی، اس میں نہریں جاری ہوں گی، زمین سے فتنہ و فساد اٹھ جائے گا اور خیرات و برکات کی فراوانی ہوگی۔ ۱

تذکرہ: آج نہ تو زمین پوری طرح پاک و صاف ہے اور نہ ہی نہریں ہر جگہ جاری ہیں۔ فتنہ و فساد ہر جگہ جاری ہے۔ خیرات

۱۔ منتخب الاثر ۲، باب ۱۴۹/۱ نقل از فرامند السّمطین اور البرہان فی علامات آخر الزمان، باب ۱۲

منتخب الاثر کی فصل ۷ باب ۸ میں بھی تین روایتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارے میں آئی ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی درج ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔ مصنف نے لکھا ہے کہ اس باب میں ۳۹ حدیثیں ہیں

۲۔ منتخب الاثر فصل ۲، باب ۱۵۷/۱ نقل از ینابج المودہ

لکھی جا چکی ہیں۔

ایک خاص بات یہ بھی ہے اس حدیث میں کہ ملائکہ اور جن

حضرت کے ظہور کے وقت لوگوں پر ظاہر ہوں گے اور لوگوں سے بات کریں گے۔^۱

اس تفصیلی حدیث میں امام صادق علیہ السلام نے رجعت کی منظر کشی کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ سارے ائمہ علیہم السلام الزہراء سلام اللہ علیہا بھی رجعت فرمائیں گی۔ ایک ایک امام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اوپر ہونے والے ظلم کی شکایت کریں گے اور حضرت مہدی علیہ السلام اُن پر ہونے والے ظلم کا انتقام لیں گے۔

امام حسین علیہ السلام کی رجعت

حدیث میں امام صادق علیہ السلام نے مفضل بن عمر سے فرمایا کہ:

حضرت امام حسین علیہ السلام ظاہر ہوں گے، اُن کے ہمراہ بارہ ہزار صدیق ہوں گے اور بہتر (۷۲) شہداء کر بلا اس رجعت سے بہتر و خوش کوئی رجعت نہ ہو گی۔ حضرت صدیق اکبر امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہما السلام کے لئے نجف اشرف میں ایک قبہ نصب کریں گے، کہ جس کا ایک رکن نجف میں ہوگا اور ایک بحرین میں اور ایک صنعا (یمن) میں اور چوتھا مدینہ طیبہ میں۔

علامہ مجلسی قدس سرہ نے بھی ایک کتاب ”رجعت“ کے نام سے لکھی ہے۔ یہ کتاب ۱۴۴ صفحات پر مشتمل ہے، جس میں چودہ طولانی حدیثیں نقل کی گئی ہیں۔ اس کتاب پر مقدمہ تصحیح و حواشی جناب ابوذر بیدار نے لکھا ہے۔ یہ کتاب ”انتشارات رسالت قلم“ تہران سے سن ۱۳۶۷ ش (ایرانی سن) یعنی تقریباً ۳۵ سال قبل شائع ہوئی ہے۔ اسی کتاب کی حدیث ہشتم سے رجعت کے بارے میں خلاصہ پیش کر رہے ہیں۔

مفضل بن عمر نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ:

آیا وہ جس کا لوگ انتظار کر رہے ہیں اور اُن کے ظہور کی امید کرتے ہیں، یعنی: مہدی صاحب الزمان علیہ السلام کے ظہور کا وقت معلوم و معین ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ:

حق تعالیٰ نے اُن حضرت کے ظہور کے لئے وقت معین کرنے سے منع فرمایا ہے.....

اس کے بعد امام علیہ السلام نے قرآن مجید سے ثبوت پیش کیا ہے کہ پیغمبر کا دین تمام ادیان پر غالب ہوگا چاہے مشرکین کو ناگوار ہی کیوں نہ گذرے۔ پھر امام علیہ السلام نے ملائکہ و جنات کے مومنین کے نکلنے کا تذکرہ کیا ہے۔ پھر حضرت کے مکہ میں داخل ہونے کا ذکر اور ملائکہ کی آمد وغیرہ کی بات اور لوگوں کی حضرت کے ہاتھوں پر بیعت کا تذکرہ ہے۔

پھر امام صادق فرماتے ہیں:

گویا میں اُس کی قدیلوں اور چراغوں کو جو کہ آسمان
وزمین کو روشن کر رہے ہیں، وہ چاند و سورج کی روشنی
سے زیادہ ہے.....

خلاصہ یہ کہ ایک طولانی حدیث ہے جو ۲۲ صفحات پر
مشتمل ہے۔ ۱۔

امام حسین بن علی علیہما السلام فرماتے ہیں:

اگر دنیا کی عمر میں حُشی ایک دن باقی بچے گا تو یقیناً اللہ
اُس دن کو اتنا طولانی کر دے گا کہ میری ذریت
سے ایک شخص ظہور کرے گا پھر وہ زمین عدل
وانصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وجودِ ظلم سے
بھری ہوگی۔ ۲۔

اس حدیث کو مصنف نے کتاب کمال الدین سے نقل کیا
ہے اور اس کے آخری راوی عبداللہ بن عمر ہیں، اور وہ کہتے ہیں کہ
میں نے اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔

غور طلب

ان روایتوں اور ان کے مفاہیم پر غور کریں تو واضح ہوتا
ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی کچھ خصوصیات و علامات
ہیں اور ان خصوصیات و علامات کے بغیر ظہور امام مہدی علیہ السلام
کو تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

- ۱۔ جب حضرت کا ظہور ہوگا زمین عدل وانصاف سے بھر
جائے گی اور ظلم کا خاتمہ ہو جائے گا۔ لیکن ابھی پوری زمین
عدل وانصاف سے نہیں بھری ہے۔
- ۲۔ امام مہدی علیہ السلام، امام حسن عسکری علیہ السلام کے
اکلوتے بیٹے ہیں۔ ظہور انھیں کا ہوگا۔
- ۳۔ جب امام مہدی علیہ السلام ظہور کریں گے تو حضرت عیسیٰ

بقیہ صفحہ نمبر ۳۴ پر.....

تذکرہ: اس حدیث میں یہ بھی نقل ہوا ہے کہ امام صادق علیہ
السلام کے بعض شیعہ بھی منکر رجعت تھے جبکہ قرآن میں اس کی
طرف اشارہ ہوا ہے۔ تمام ائمہ کی رجعت یقینی ہے۔ پیغمبر اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم، امیر المومنین علیہ السلام، فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا اور
مومنین و مظلومین کی رجعت ہو کر رہے گی۔ انتقام بھی لیا جائے گا۔

مضمون کے آخری حصہ میں اس سلسلہ میں گفتگو کرتے ہیں
جو ”صاحب منتخب الاثر“ نے ایک باب ”الْبَابُ الْخَامِسُ
وَالْعَشْرُونَ فِي مَا يَدُلُّ أَنَّهُ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا
كَمَا مِلَّتْ جُورًا وَظُلْمًا“ کے عنوان سے تحریر کیا ہے۔ یعنی
پچیسواں باب جو دلالت کرتا ہے کہ (امام مہدی علیہ السلام)
زمین کو قسط و عدل سے اس طرح بھر دیں گے جیسا کہ وہ جور و ظلم
سے بھری ہوگی۔ اس باب میں موصوف نے ۱۲۳ حدیثیں نقل کی
ہیں۔ اور ساتھ ہی اسی کتاب کے دوسرے ابواب میں جہاں
جہاں یہ حدیث نقل ہوئی ہے، حوالہ دیا ہے۔ نمونہ کے طور پر ایک
حدیث ملاحظہ ہو:

کتاب ”کمال الدین و تمام النعمہ“ کا اجمالی جائزہ

تصنیفات کو رکھتے ہیں۔ اس سے قبل ایک مضمون شہید ثالث علامہ نور اللہ شوستر علیہ الرحمہ کا تعارف کو قلمبند کرنے کی توفیق حاصل کی تھی اور اب ہم اس کتاب کا تذکرہ کریں گے جس کا نام ”کمال الدین و تمام النعمہ“ ہے۔

گراں قدر کتاب ”کمال الدین و تمام النعمہ“ کی اہمیت اور گراں قدری کے بارے میں صرف یہی کہہ دینا کافی ہے کہ اس کتاب کے مصنف شیخ الجلیل الاقدام الصدوق ابی جعفر محمد بن علی بن حسین بابویہ قمی ایران کے شہر علم قم کے ایک علمی گھرانے میں حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی دعا سے ۳۰۶ھ پیدا ہوئے اور تقریباً ۷۵ھ سال کی عمر مبارک و بابرکت پا کر سن ۳۸۱ھ میں وفات پائی۔

آپ بزرگ سرداروں کے سردار، دین حق کے مینار اور نابغہ روزگار تھے اور آپ کی پیدائش سے پہلے ہی حضرت امام زمانہ علیہ السلام روجی وارواحنافدہ نے ایک توفیق میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو سچا، اچھا، نیک اور مستند جیسی کئی صفات کا حامل قرار دیا تھا۔

اپنی تالیفات سے انہوں نے گوشہ عالم کو منور کر دیا۔ فتاویٰ میں وہ وسیع مرجعیت کے مالک تھے عالم اسلام کے گوشہ و کنار سے اور علمی حلقوں کی طرف سے مختلف موضوعات سے مربوط سوالات ان کی خدمت میں بھیجے جاتے تھے اور ان کی طرف سے

شہادت مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حکومت ساز شخصیات نے وہ دین اور مذہب جس کی تحریک زمین پر نازل ہوئی تھی، رفتہ رفتہ اس کے تعویض اور تبدل کی ابتداء ہوئی اور امتزاج زمانہ کے ساتھ روایات، درایات کے انبار لگنے شروع ہو گئے اور دین کی اصالت کے ریشوں میں منافقت کا رنگ چڑھنے لگا اور اس دین کو دوسرے ادیان کی طرح اپنی اپنی افکار کے ساتھ بدلنے کے عناصر پیدا ہونے لگے، مورخ کا قلم بکنے لگا۔ جعلی روایات کی جو زبان پر مخالفت کرتے تھے وہ درباری ہو گئے۔ ابو ہریرہ سے لے کر یحییٰ بن اکثم تک دین میں حکومت سازی کے بہت سے عوامل فرمان الوہیت کا لباس پہن کر سامنے آنے لگے۔ لیکن وہ دین جو اللہ کا پسندیدہ دین ہے، جو ارض خاکی پر رہنے والے تمام بشر کے لئے نعمت غیر مترقبہ کے طور پر نازل ہوا تھا۔ اللہ نے اس کی حفاظت کے لئے تمام اسباب بھی مہیا کئے تھے۔ اگر ادھر مخالفین کی خود ساختہ احکام دین کو کبھی بادشاہات کے سانچے میں ڈالنے والے وجود میں آئے تو اس کے سامنے خداوند متعال نے ان شخصیات کو پیدا کیا جو دین کی اصالت اور نعمت اخلاقی کا آئینہ بن کر سامنے آ گئے۔ اس تنازل کے تحت جریدہ ”المنتظر“ میں ان محکم شخصیات کے خدمات کا آغاز کریں گے جنہوں نے دین کی خدمت میں ایسے جواہر پارے چھوڑے ہیں جو منافقین کے چہرے سے نقاب اتارتے ہیں اور اصل دین اور اس کی نعمت کے بارے میں مدلل تصنیفات سے مزین کر کے عوام کے سامنے اپنی

ایک رات جبکہ میں اپنے اہل و عیال برادران اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو جن کو میں پیچھے چھوڑ آیا تھا کہ بارے میں غور و فکر کر رہا تھا کہ مجھے نیند کا غلبہ ہو اور خواب دیکھا کہ گویا میں مکہ میں بیت اللہ الحرام کا طواف کر رہا ہوں ہو اور ساتویں شوط کے ساتھ حجر اسود کے قریب ہوں اور اسے بوسہ دے رہا ہوں اور کہہ رہا ہوں میں نے اپنی امانت ادا کر دی اور عہد و میثاق پوری کر دی تاکہ تو عہد پر وفا کرنے پر گواہ بنے۔ اتنے میں آقا حضرت امام زمانہ علیہ السلام کو کعبہ کے دروازے پر شرفیاب دیکھتا ہوں۔ دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے اور فکر و پریشانی کی حالت میں۔ آپ میرے چہرے سے میرے دل کی کیفیت سے باخبر ہو جاتے ہیں میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے مجھے سلام کا جواب دیا اور پھر فرمایا کیوں غیبت کے بارے میں ایک کتاب تصنیف نہیں کرتے تاکہ تمہارے ہم و غم کو دور کر دے۔ میں نے عرض کیا یا فرزند رسول میں نے غیبت کے بارے میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ آپ نے فرمایا اس روش پر نہیں میں حکم دیتا ہوں تمہیں کہ اب ایک ایسی کتاب تصنیف کرو غیبت کے بارے میں اور اس میں انبیاء علیہم السلام کی غیبتوں کا تذکرہ کرو اس کے بعد آپ صلوات اللہ علیہ تشریف لے گئے اب جو نیند سے آنکھ کھلی تو طلوع آفتاب تک گریہ و زاری کرتا رہا اور صبح نمودار ہوتے ہی حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کتاب شریف کی تصنیف کا کام اپنی کوتاہی پر استغفار کرتا ہوا اس بات پر عقیدہ رکھتے ہوئے کہ توفیق منجانب اللہ ملتی ہے خدا کے ذریعے بھیک مانگتے ہوئے آغاز کیا اور جوں ہی آغاز کیا اس بات کو محسوس کیا کہ میرے ذاتی مسائل اور پریشانیاں خود بخود حل ہوتی چلی گئی۔

جوابات دیے جاتے تھے اسی سلسلے میں نجاشی نے ان سوالات کے جوابات پر مشتمل کتاب ”المسائل“ کا تذکرہ کیا ہے اور فرماتے ہیں ایک کتاب قزوین و مصر و مدائن و بصرہ و نیشاپور سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات پر بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ والرضوان نے خطوط کے جوابات بھی تحریر فرمائے۔ نجاشی نے آپ کی کتابوں کے ضمن میں رکن الدولہ کے دربار میں واقع ہونے والی محفل مناظرہ، پھر ایک اور محفل مناظرہ، تیسری محفل مناظرہ، چوتھی محفل مناظرہ اور پانچویں محفل مناظرہ کا تذکرہ کیا ہے۔ ان تمام محفل مناظرہ میں مذہب امامیہ کی حقانیت کا اثبات بالخصوص مسئلہ غیبت کا اثبات آپ کی انتھک محنت اور امام زمانہ علیہ السلام سے نزدیکی اور محبت کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

دوسری طرف زیدیہ فرقہ، کیسانیہ فرقہ، اسماعیلیہ اور واقفیہ جو حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو تسلیم نہیں کرتے تھے سب کے سب متفق اور متحد ہو کر آگے بڑھے اور عقائد امامیہ یہ خاص طور پر امام غائب علیہ السلام پر جرم کر حملہ کیا اور لوگوں کو شک و شبہات میں ڈال دیا جس کا شیخ صدوق علیہ الرحمہ والرضوان نے بارگاہ خداوند عالم سے اور حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام خصوصاً حضرت امام زمانہ علیہ السلام سے توسل کرتے ہوئے بڑے اعتماد کے ساتھ مقابلہ کیا اور ان دشمنان حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کو منہ توڑ جواب دیا۔ کتاب کمال الدین و تمام النعمہ کی تصنیف کے سبب کے بارے میں خود صفحہ نمبر ۲۰ پر رقمطراز ہیں۔

کوشاں ہونے سے دنیا و آخرت کے ذاتی مسائل خود بخود حل ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

اس کتاب کی دو جلدیں ہیں جس میں ۵۸ ابواب ہیں۔

پہلی جلد میں ۳۲ ابواب ہیں اور دوسری جلد میں ۲۶ ابواب ہیں۔

اس کتاب میں حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی شخصیت،

آپ کے وجود، غیبت اور جو کچھ آپ سے متعلق ہے کہ بارے

میں تجزیہ و تحلیل کے ساتھ بحث کی ہے۔ اور یہ سب کچھ آیات

قرآنی اور معصومین علیہم السلام سے وارد حدیثوں کے ذریعے

ثابت کیا ہے اس میں امام علیہ السلام کے مخالفین اور منکرین سے

مقابلہ کرتے ہوئے ان کے شبہات اور شراندازیوں کو روشن

براہین محکم دلائل کے ذریعے باطل قرار دیا ہے ہم ذیل میں ان

میں سے چند کا تذکرہ کرتے ہوئے قارئین کو کتاب کی طرف

رغبت دلانے کی کوشش کریں گے۔ اس بات کو واضح کرتے

ہوئے کہ یہ کتاب عربی، اردو، فارسی اور انگریزی میں بھی موجود

ہے اور حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے چاہنے والوں کے

لیے نہ صرف اس کا مطالعہ کرنا ضروری ہے بلکہ اس کا گھر میں رکھنا،

دوسروں کو اس کی طرف رغبت دلانا، اور اس کی نشر و اشاعت میں

حتیٰ المقدور مدد کرنا اپنی ذمہ داری سمجھنا چاہئے۔

(۱) کتاب کے پہلے چار ابواب مصنف کی تمہید شخصیت،

دشمنوں کے اعتراضات، ان کے جوابات کے بارے میں

ہیں ہم ذیل میں چند چندہ اقتباس کو نقل کریں گے۔

حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کی عظمت کی دلیل دیتے

ہوئے فرماتے ہیں۔ بادشاہ کسی ظالم کو اپنا جانشین بنا لے تو لوگ

قارئین ملاحظہ فرمایا آپ نے کیوں اس کتاب کے اجمالی

جائزہ کا انتخاب کیا گیا مذکورہ بالا بحث سے مندرجہ ذیل چیزیں

ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) مصنف کتاب کی شخصیت کی اہمیت، ان کی متبرک ہستی ان

کے دل میں حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے لئے صرف

تڑپ ہی نہیں بلکہ ان کی اس سلسلے میں خدمات مناظرے

اور پھر ان سب کاموں کی انجام دہی کو اللہ تبارک و تعالیٰ اور

حضرت ولی عصر رومی و ارواحنا فداه کی دی ہوئی توفیقات

کی بنا پر ممکن ہونا ہمارے اور آپ کے لیے بہت بڑا درس

ہے کہ دنیا و آخرت کی فلاح و بہبودی کا انحصار خداوند عالم

اور ولی خدا کے در پر بھیک مانگنے پر ہے۔

(۲) حضرت امام زمانہ علیہ السلام غیبت میں نعوذ باللہ غافل نہیں

ہیں بلکہ ہر خطرے سے بچانے کے لیے اپنے چاہنے

والوں کے لئے مثل سپر (shield) معتبر اور سرچہ انتظام

رکھتے ہیں۔ ہمیں ہر روز اپنے مسائل ان کی خدمت میں

عرض کرنا چاہئے اور انہیں حضرت سے مسائل کا حل حاصل

کرنا چاہئے۔

(۳) ویسے تو شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے تین سو سے زیادہ کتابیں

لکھیں ہیں جن میں سے صرف بیس کتابیں ہماری دسترس

میں ہیں ان تمام کتابوں میں اس کتاب کو یہ اہمیت حاصل

ہے کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے حکم اور بتائے

ہوئے طریقے پر لکھی گئی ہے۔

(۴) حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کے حکم کی تعمیل میں

جناب آدم کی خلقت کے سات سو برس پہلے ان کی غیبت میں اقرار کیا اور انکار کرنے والے مثل شیطان ہیں جس نے جناب آدم علیہ السلام کا انکار کیا ہے۔

غیبت کے عقیدے پر ایک دلیل حضرت رسول خدا ﷺ کی ظاہری وفات کے وقت خلیفہ دوم کا یہ قول قرار دیا ہے: خدا کی قسم آپ مرے نہیں ہیں بلکہ اس کے سوائے اور کچھ نہیں کہ آپ غیبت میں چلے گئے ہیں جیسے جناب موسیٰ علیہ السلام غیبت میں گئے تھے اور غیبت کے بعد ظہور فرمائیں گے۔

(۲) باب نمبر ۵ سے لے کر ۱۱ تک انبیاء علیہم السلام کی غیبت کا تذکرہ کیا ہے

جناب ادریس علیہ السلام بیس سال تک قوم ازرقہ کے قتل کر دینے کے خوف سے غربت میں رہے اور بیس سال بعد اپنی قوم میں واپس پلٹے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی اپنے قوم والوں سے التجا، ان کا کہنا نہ ماننا، جناب نوح علیہ السلام کا دعا کرنا، نو سو سال بعد آپ کی دعا کی قبولیت کا پیغام جبرئیل علیہ السلام کا دینا، کشتی بنانا، جاتے جاتے جناب ہود علیہ السلام کی غیبت کی خبر دینا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جب جناب صالح علیہ السلام نے غیبت اختیار کی تو ادھیڑ عمر کے تھے جب قوم میں واپس ہوئے تو انکی قوم اور دشمنوں نے بھی انہیں نہیں پہچانا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین غیبتوں کا تذکرہ کیا ہے۔ جس میں اس شخص کا بھی تذکرہ ہے جو تیس سال سے جناب ابراہیم

اس جانشین کے مظالم سے اس کے مقرر کرنے والے کے ظلم پر استدلال کرتے ہیں۔ اس کے برعکس جانشین عادل ہو تو اس کو منصوب کرنے والے کے عادل ہونے کو ثابت کرتے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ خلافت اللہ کے لئے عصمت یعنی معصوم ہونا ضروری ہے ورنہ لوگ نعوذ باللہ خدا کی طرف بھی خطا کو منسوب کریں گے۔

زمین پر خلیفہ کے معین کرنے کا حق صرف خداوند عالم کو حاصل ہے، مخلوق کو چننے کا حق نہیں ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر خلیفہ بنایا اور آسمان والوں پر ان کی اطاعت واجب قرار دی تو زمین والوں کے بارے میں کیا خیال ہو سکتا ہے۔

جب اللہ نے جناب آدم علیہ السلام کو زمین پر خلیفہ بنا کر ملا نکہ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا اور ایک جن کے سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے قیامت تک کے لئے ذلیل و خوار قرار دیا، ہمارے لیے باعث درس ہے کہ خداوند عالم کے معین کردہ خلیفہ اور امام کا انکار قیامت تک کے لیے ذلت و خواری کا سبب قرار پاتا ہے۔

جب خداوند عالم نے پہلا خلیفہ معین کر کے ملا نکہ کو گواہ بنا دیا تو اب قیامت تک جو خود خلیفہ معین کرے گا ملا نکہ اس کے خلاف گواہی دیں گے۔

خلیفہ کو معین کر کے اس نے منافقین کے نفاق کو ظاہر کر دیا۔ اب قیامت تک جو اللہ کے معین کردہ خلیفہ کا انکار کرے گا مومن نہیں ہو سکتا۔

پس اس شخص کی مثال کہ جو حضرت قائم علیہ السلام کی غیبت کے دنوں میں ایمان لائے ان فرشتوں کی مانند ہے جنہوں نے

علیہ السلام سے ملنے کا خواہشمند تھا۔

احادیث کو بیان کیا ہے۔

(۵) باب نمبر ۲۳ میں حضرت امام زمان علیہ السلام کے وجود اور

اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے نص

(۶) باب نمبر ۲۴ سے لے کر باب ۳۸ تک حضرت رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام تک

معصومین علیہم السلام کے اقوال حضرت امام زمانہ علیہ

السلام کے بارے میں نقل کئے گئے۔

(۷) باب ۳۹ سے باب ۵۸ تک حضرت علیہ السلام کے بارے

میں مختلف عناوین پر بحث کی گئی ہے جیسے ولادت،

غیبت، اسباب غیبت طول عمر، دجال، ظہور کی نشانیاں وغیرہ

وغیرہ۔

مضمون کی طوالت پر نظر کرتے ہوئے ہم تمام ابواب سے

اقتباس کو جدا جدا نقل کرتے ہوئے اب

کچھ روایات اور نوادر کو نقل کریں گے۔

(۱) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ”امر امامت

منقطع نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ رات و دن منقطع ہو

جائیں۔ پس رسولان علیہم السلام کے درمیان تو ایام فترہ

جائز ہے لیکن انبیاء اور آئمہ علیہم السلام کے درمیان ایام

فترہ جائز نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب عیسیٰ علیہ

السلام کے درمیان کئی انبیاء علیہم السلام آئے جو خوف سے

پوشیدہ رہے۔ انہیں میں سے خالد بن سنان عیسیٰ بھی تھے

جو نبی تھے اور ان کی بیٹی نے رسول کا زمانہ پایا، ان کا نام

غیبت حضرت یوسف علیہ السلام کا تذکرہ بھی کیا ہے اور

اس کے ذیل میں غیبت کی تعریف بھی کی ہے کہ لوگ حضرت امام

زمانہ علیہ السلام کو دیکھیں گے لیکن پہچانیں گے نہیں جیسے برادران

یوسف علیہ السلام آپ کو دیکھ رہے تھے لیکن پہچان نہیں رہے تھے

کیوں کہ انہوں نے جناب یوسف علیہ السلام پر ظلم کیا تھا۔

جناب موسیٰ علیہ السلام کی غیبتوں کا تذکرہ، دربار فرعون اور

مدائن کی طرف جانا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا حضرت موسیٰ

علیہ السلام کے ظہور سے پہلے پچاس جھوٹے موسیٰ ظاہر ہوئے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جناب موسیٰ علیہ

السلام ۲۸ سال اپنی قوم سے غائب رہے۔

جناب یوشع بن نون کے بعد سے حضرت داؤد علیہ السلام

تک چار سو سال میں گیارہ اوصیاء خدا پوشیدہ رہے۔

جناب سلیمان علیہ السلام قوم سے مخفی رہے۔

جناب دانیال نوے (۹۰) سال بخت النصر کی جیل میں

رہے، اپنی قوم سے دور اس کے بعد انھیں شیرنی کے ساتھ ایک

وسیع کنویں میں ڈال دیا جہاں وہ شیرنی گھاس کھاتی تھی اور جناب

دانیال اس کا دودھ پیتے تھے۔

(۳) باب نمبر ۱۲ سے ۲۱ تک اوصیاء علیہم السلام کا تذکرہ کیا ہے

اور انکا نبیوں تک پہنچنے کا تذکرہ

(۴) باب نمبر ۲۲ میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت

تک آنے والے حجت خدا کا تذکرہ کرتے ہوئے ۶۵

محبیاء بنت خالد بن سنان عیسیٰ تھا۔ ۱

✽ ہندی بادشاہ کربانگ کی عمر ۵۹۳ سال (صفحہ ۶۰۹)

✽ عزیز مصر کی عمر ۷۰۰ سال (صفحہ ۵۳۹)

✽ دو مخ عزیز مصر کے دادا کی عمر ۳۰۰ سال

✽ معمر مغربی کی لمبی عمر کی داستان (صفحہ ۵۱۱ تا ۵۱۳)

✽ جناب لقمان (جو حضرت داود کے زمانے میں تھے) کی عمر

۵۰۰ سال (صفحہ ۵۲۸)

✽ زبان بن دو مخ (والد عزیز مصر) کی عمر ۷۰۰ سال (صفحہ ۵۲۹)

ان کے علاوہ بہت سارے لوگوں کی عمریں نقل کی ہیں
حضرت کی طول عمر کو ثابت کرنے کے لئے۔

قارئین ہم دعا گو ہیں کہ خداوند عالم جناب شیخ صدوق علیہ
الرحمہ کے درجات کو بلند کرے، ہمیں ان کی اس کتاب سے
استفادہ کی توفیق عنایت کرے، غیبت امام زمانہ علیہ السلام میں
انکی خدمت کی توفیق دے، حضرت کے ظہور میں تعجیل کرے اور
ہم سب کو ان کے ساتھ شمار کرے۔

المُنْتَظَر رسالہ کی جانب سے درخواست ہے کہ ہمارے
دیندار حق پرست جوان ہمارے علماء کی خدمت سے واقفیت کے
لئے کتب بینی کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں۔ یہ حقیقت ہے کہ
ہمارا جوان ایک قدم امام زمانہ علیہ السلام کی طرف بڑھاتا ہے تو
امام زمانہ علیہ السلام سے اس کی قربت اس سے کئی زیادہ ہوتی
ہے۔ تقاضہ ہے کہ ہماری ملت کے جوان ایک دوسرے سے مل کر
آپس کی گفتگو میں کتب بینی بالخصوص امام زمانہ علیہ السلام کے
بارے میں کتاب پڑھنے کا شوق و جذبہ پیدا کریں۔

(۲) ابراہیم بن مہزیار سے ملاقات کے وقت خود حضرت امام

زمانہ علیہ السلام نے فرمایا: ”حقیقت حال یہ ہے کہ میرے
والد بزرگوار نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں دنیا میں کسی
ایک مقام کو اپنا وطن یا مسکن نہ بناؤں اور دور دراز پوشیدہ
مقامات میں سکونت اختیار کروں.....“ ۲

لہذا حضرت کے لئے کسی مقام کو مستقل سکونت کی جگہ نہ
قرار دینا چاہیے۔

(۳) اسباب غیبت بیان کرتے ہوئے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے حدیث نقل کی ہے ”اے سدیر! یہ لابدی
اور لازمی ہے کہ تمام انبیاء نے جس جس مدت کے لئے
غیبت اختیار کی انکی مجموعی مدت تک یہ بھی غیبت میں رہیں
گے“ ۳

(۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے امام زمانہ علیہ

السلام کی غیبت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ”وہ لوگوں
کے پاس سے بازاروں میں گزریں گے اور فرش پر لوگوں
کے ساتھ بیٹھیں گے اور لوگ انھیں نہ پہنچائیں گے جب
تک خدا اجازت نہ دے کہ وہ اپنے آپ کو پہنچائیں“ ۴

(۵) طول عمر کا تذکرہ کرتے ہوئے:

۱۔ کمال الدین و تمام النعمہ، صفحہ ۶۲۲ تا ۶۲۴

۲۔ کمال الدین و تمام النعمہ صفحہ ۴۳۱

۳۔ کمال الدین و تمام النعمہ صفحہ ۴۵۶

۴۔ کمال الدین و تمام النعمہ صفحہ ۳۴۹

کائنات اور حجت خدا

ہے۔ اور پھر ہم سجدہ گزار ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تیرا شکر ہے مجھے اس قوم میں پیدا کیا اور ایسے والدین دیئے۔ پاکیزگی اور طہارت تقاضہ یہ ہے کہ ہم اس معبود کا جتنا شکر ادا کریں اتنا کم ہے۔ ہر سانس زندگی کو ضمانت دیتی ہے اور حیات کو باقی رکھتی ہے۔

مشکلات اور طاغوتی حملے اتنے زیادہ ہو رہے ہیں کہ ایسا لگتا ہے دنیا کو اس نے لپیٹ میں لے لیا ہے۔ جس طرف نظر اٹھا کے دیکھو بربادیوں کے ڈھیرے لگے ہوئے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ ساری کائنات بارود کے ڈھیر پر بیٹھی ہے۔ طوفانی ہوائیں چاروں طرف چل رہی ہیں۔ آسمان سے آگ برس رہی ہے۔ جوہری ہتھیار کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اس کا انبار لگا ہوا ہے۔ لیکن ان سب تباہ کن عناصر کے باوجود ایک ہماری قوم ہے جو نہایت ہی اطمینان کے ساتھ آقا کے ظہور کی منزل کی طرف بڑھتی جا رہی ہے۔ تمام تخریبی عناصر ہم سے قریب آنے سے ڈرتے ہیں کیوں کہ ہمارے آقا کی انگلیوں میں وقت کی طنابیں ہیں۔ اس بنا پر ہر نماز کے بعد جب لوگ اپنا سر جھکا کر ”یا صاحب الزمان ابن الحسن العسکری عجل علی ظہورک“ کا ورد کرتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے استقبال کے لئے حاضر ہیں۔

نہیں معلوم اس نام میں کیا اثر ہے کہ جب جب کانوں میں اس کی صدا آتی ہیں پلکیں جھک جاتی ہیں پیشانی خم ہوتی ہے اور ہاتھ خود بخود احترام سے سر تک چلا جاتا ہے جیسے گویا آنکھوں کے

یہ دنیا اپنے محور پر گھوم رہی ہے۔ ارض خاکی پر خالق کائنات اپنی بخشش اور نعمتوں کو سینی میں بھر کر ہر لمحہ انڈھیلنا رہتا ہے۔ جیسا کہ معصومین علیہم السلام نے فرمایا: ”یا باسط الیدین“ اے میرے وہ خدا جو اپنی عطیات کے لئے اپنے ہاتھ کھولے ہوئے ہے اور سینی بھر بھر کے اپنی بخششوں کو ارض خاکی پر لمحہ لمحہ بھیجتا رہتا ہے۔ انسان مجتہس ہوتا ہے، تلاش کرتا ہے، ڈھونڈتا ہے۔ اس کی عقل اسے اپنے خالق کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ لیکن اس کی اس تلاش کا جواب وہ خدا ہے جس نے اس کی سعی جمیل میں ہدایت کے روشن مینار قائم کر دیئے ہیں اور آخر میں خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب اور میزان کے ساتھ ہادی اور رہبر بنا کر اہلیان جستجو کے لئے ہمارے درمیان میں بھیجا۔

قرآن مجید میں ارشاد گرامی ہے:

یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو واضح اور روشن دلائل کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان کو نازل کیا تاکہ لوگ انصاف پر قائم کریں۔ ۱

اگر اس آیت کی روشنی میں ہم اس کاروان یا قافلہ میں زندگی کی راہ گذر بالقسط گزارنا چاہتے ہیں تو ہمیں اس قلب کی تسکین کے لئے ایک سوالیہ نشان کا جواب ملتا ہے کہ بعد ختم المرسلین اور ان کا بار ہواں جانشین اس ارض خاکی پر جلوہ افروز

علاوہ سارا وجود اُس مقدس شخصیت کو دیکھ رہا ہو اور اُن کی تعظیم کر رہا ہو۔

شب ہماری صحت و سلامتی کی دعا نہ کرتا۔
مشہور ہے کہ والدین ہر حال میں اپنے بچوں کے محافظ اور سب سے زیادہ ناز اٹھانے والے ہوتے ہیں۔ اگر گھر سے نکلے تو اُس کا صدقہ نکلاتے ہیں گھر دیر سے آئے تو فکر مند ہو جاتے ہیں اُس کی غذا اُس کا لباس اُس کے ماضی حال مستقبل سب کی فکر میں اپنی زندگی کو الجھا دیتے ہیں۔ جب یہ والدین ایسے ہیں تو پھر اُن کے بارے میں کیا کہنا کہ جن کے بارے میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں۔

امام ایک دردمند دوست، شفیق باپ، مہربان بھائی اور اور چھوٹے بچے کی نسبت محبت بھری ماں ہیں۔ ۱۔

جس طرح یہ جسمانی والدین اپنے اولاد پر اتنا احسان کرتے ہیں اسی طرح وہ روحانی باپ بھی ہر لمحہ ہر گھڑی ہم پر نگاہ رکھے ہوئے ہے اور اپنی سایہ عطوفت سے محروم نہیں ہونے دیتے۔ کاش کے میں اُن کی خوشبو محسوس کر سکتا اور اپنے ایمان کو اُن کے کریمانہ چہرے کو دیکھ کر تازگی حاصل کرتا۔ کاش کے میں اخلاق کی اعلیٰ منزل پر فائز ہستی کے قدموں کی خاک کو اپنی زبان سے مس کر سکتا تاکہ اُن کی محبت کی جھلک میرے اخلاق میں پائی جانے لگتی۔ کاش کہ جب میں دنیا میں آنکھ کھولتا تو آپ کے دیدار اور چہرے کی مسکراہٹ سے ویسے تازگی حاصل کرتا جیسے پھولوں کو صبح کی پہلی کرن سے ہوتی ہے۔ کاش کے آپ کے ہاتھوں سے میں غذا کھاتا اور میری پرورش آپ کے سامنے ہوتی۔ کاش کہ میں اپنی زندگی کا پہلا سبق آپ سے سیکھتا۔ آپ جب قرآن کی تعلیم

محبت اور الفت کا ایک پاک و صاف سا جھروکہ دل کے باغیچے میں داخل ہو جاتا ہے۔ نبض بے چین ہو جاتی ہے کہ بس جس کا نام لیا ہے وہ قریب ہی تو ہے۔ نہ یقین ہو تو اپنی سانسوں سے پوچھ لو، آنکھوں میں سما جانے والے ایک ایک نظارے سے پوچھ لو کہ ان سب کا وجود کس روح ہستی کی بنا پر برقرار ہے۔

اگر کوئی شخص کسی گھنے سایہ دار درخت کے نیچے کھڑا ہے اور کوئی اُس سے کہے کہ کیا تم نے سورج کی تپش کا اندازہ کیا تو وہ کہے گا کہ جو اتنے گھنے اور سایہ دار درخت کے سایہ میں ہو بھلا وہ کیوں کر سورج کی تمازت سے فکر مند ہو۔ بس ہمارا وجود بھی اُسی شخص کی طرح ہے۔ ہمارے پورے وجود کو سایہ شفقت اور محبت دینے والے وہ شجرہ طیبہ ہمارے امام علیہ السلام ہیں جو ہمیں مشکلات و پریشانی کی گرم ہواؤں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اگر ان کا کرم و عنایت نہ ہو تو ہم سایہ اور دھوپ کے فرق کو محسوس نہ کر پائیں۔

ہمارے اطراف روزانہ کئی حادثات رونما ہو رہے ہیں مال کی کمی اور اشیاء کی بڑھتی قیمتوں کے اثرات دیکھنے مل رہے ہیں۔ لیکن یہ سب اُن کے لئے جن کے حاکم عارضی ہیں۔ ہم تو اُس ذات ہستی کی آغوش میں ہیں جو طوفان نوح بھی اگر گزر جائے تو ہمارے لباس میں نمی تک نہ آنے دیں۔ جب صبح اپنے گھر سے نکلتے ہیں تو نہ جانے کن کن راستوں اور اُن راستوں میں حائل ہونے والی مصیبتوں اور بلاؤں سے دوچار ہونا پڑتا اگر کوئی روزو

طلوع آفتاب کے بعد جب میں نے مسجد میں مراجعہ کیا اور وہاں میں سو گیا۔ امام علیہ السلام نے خواب میں مجھ سے فرمایا تھوڑا صبر کرو میں اپنے خاص دوستوں سے مال جمع کر کے تمہیں دوں گا۔ میں خوشحال اور مسرور ہوا اور خدا کا شکر بجالایا۔ تھوڑی دیر بعد ایک آدمی آیا اُس نے مجھے ایک رقم دی اور کہا یہ امام علیہ السلام کا حصہ ہے۔ پس میں بہت خوش ہوا اور اپنے آپ سے کہنے لگا یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جسے خدا نے حقیقت کر دکھایا ہے۔

یہ اور بات ہے کہ ہم انہیں نہیں دیکھ پاتے لیکن یہ یقین ہے کہ وہ ہمیں ضرور دیکھتے ہیں۔ وہ مہربان کہ جن کی بنا پر شہد میں شیرینی پائی جاتی ہے، پھول کی نکہت انہی کے دم سے ہے۔ ستارے اپنے محور سے گردش کرنا چھوڑ دیں اگر حضرت ان کی طرف نگاہ نہ کریں۔ ایک ذات ہے لیکن کائنات کی ہر شے کا احاطہ کئے ہوئے ہے پروردگار کے اس روئے زمین پر وہ مخلص بندے جو خالصتاً خدا کی خوشنودی کی خاطر اُس کی مخلوق کی ہدایت اور نگہداری کر رہے ہیں۔

آج جہاں نظر اٹھائیں دشمن دین کی قطاریں ہیں ہر کوئی نبرد آزما ہیں شر سے لیکن کیا کوئی احساس نہیں ہے جو یہ کہے کہ کوئی ہے جو اس دل کو خوف سے مرنے نہیں دے رہا، سرگوشی کرتا رہتا ہے کہ ہم ابھی ہیں اور پھر یہ حدیث ذہن کو تروتازہ یقین عطا کرتی ہے:

دیتے تو اپنے اجداد کے لب و لہجہ کی تائید ہوتی۔ جس طرح سے پھول کو خوشبو سے پانی کو تشنگی سے سورج کو تپش سے پہچانا جاتا ہے۔ کاش میں اُسی طرح آپ سے پہچانا جاتا۔

یہ میری تلاش میری جستجو تھی لیکن جب اپنے وجود کی طرف نظر کی تو محسوس ہوا کہ جسے ڈھونڈ رہے ہیں وہ تو یہیں ہے اتنا قریب ہے کہ اُس سے زیادہ کوئی قریب نہیں اگر نہ ہوتا تو زندگی کے بیچ و خم کا ہر لمحہ احساس ہوتا۔ جب عدو مین کے ہوتے ہوئے بھی میں اُن کا نام لے رہا ہوں یعنی وہ ہیں اور اتنے پاس ہیں کہ ابلیس کی نگاہ جس کو مجھ پر پڑنے نہیں دیتے بظاہر تو نہیں لیکن یہ محسوس ہوتا رہتا ہے کہ کوئی تو ہے جو میری انگلی تھامے ہوئے ہے۔ کوئی تو ہے جو میرے مشکل سفر کو آسان کیے ہوئے ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ غیب میں ہیں لیکن جس طرح انسان کا وجود سانس لینے والی ہوا کے موجود ہونے کی دلیل ہے اُسی طرح میرا وجود میرے امام علیہ السلام کے ہونے کی دلیل ہے۔

ان باتوں کی تائید اندرونی طور پر دل تو کرتا ہی ہے لیکن اُن کی مہربانی کے قصے غیبت صغریٰ اور کبریٰ میں مشہور ہیں کہ جہاں اُن کی جستجو کی وہاں وہ حاجت روائی کرنے کو آگئے۔ ایک واقعہ جو کتاب ”مکیال المکارم“ میں نقل ہوا ہے۔

یہ واقعہ مولف کتاب یعنی علامہ محمد تقی اصفہانی علیہ الرحمہ کا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ کتاب کی تالیف سے پہلے مجھ پر بہت قرض ہو گیا تھا۔ پس ماہ رمضان کی راتوں میں سے ایک رات امام علیہ السلام اور اُن کے ابا و اجداد سے متوسل ہوا اور حاجت کا ذکر کیا۔

.....صفحہ نمبر ۱۴ کا باقی

نہ ہی اس کی قیمت میرے پاس تھی میں حیران و سرگردان کھڑا تھا۔ شہر کے دروازہ پر لوگوں کی بڑی بھیڑ تھی میں نے چاہا کہ چھپ کر ادھر ادھر سے نکل جاؤں مگر اس کا بھی کوئی امکان نہیں تھا اتنے میں میری نگاہ حضرت صاحب الامر پر پڑی جو عجمی طالب علم کے لباس میں تھے ان کے سراقدس پر سفید عمامہ تھا۔ جب میں نے ان کو دیکھا ان کو مدد کے لئے پکارا۔ انہوں نے مجھے اپنے ہمراہ لیا اور مجھے دروازہ میں داخل کر دیا کسی ایک نے بھی مجھے نہیں دیکھا شہر میں داخل ہونے کے بعد میں لوگوں کے درمیان ان کو تلاش کرتا رہا مگر وہ مجھ کو کہیں نظر نہیں آئے۔ میں حیران و سرگرداں ادھر ادھر ان کو تلاش کرتا رہا۔ ۲

آئیے ہم اپنی ہر مشکل و مصیبت میں اپنے امام وقت حضرت حجت بن الحسن العسکری کی بارگاہ میں استغاثہ کریں ان کو اپنی زندگی کے امور میں شامل کریں روزانہ نماز صبح کے بعد اپنے تمام مسائل ان کی بارگاہ اقدس میں پیش کریں ان سے رہنمائی اور مدد طلب کریں۔ یہ یقین رکھیں وہ ہماری ہر آواز اور بات کو سنتے ہیں ہماری کوئی ایک بات ان کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

خواب غفلت سے بیدار ہوں ان کی خدمت میں حاضر ہوں خوب اچھی طرح یہ یقین رکھیں ہم یتیم و لاوارث نہیں ہیں امام وقت کی شکل میں دردمند باپ، سرپرست اور مستحکم ترین پناہ گاہ رکھتے ہیں۔

ہم تمہاری حفاظت اور دیکھ ریکھ میں کمی نہیں کرتے اور تمہاری یاد کو بہلاتے نہیں ہیں۔ ۱

یہ الفاظ بلا فاصلہ ہماری زندگی میں شامل ہے۔ پروردگار کے ابرکرم کے آبخار کی مانند جو اپنے بلند مقام سے زمین کی طرف شفاف شیرینی اور کلیجے کو ٹھنڈا کر دینے والے آب رحمت کے ساتھ ہمارے وجود کو تر کر رہا ہے۔

غیبت ہمارے لئے ہے وہ تو ظاہر ہیں اور غمزدہ ہیں اُس باپ کی طرح جو اپنے بچوں کے سروں پر شفقت سے ہاتھ تو پھیرتا ہے لیکن افسوس کے بچے اُسے پہچان نہیں پاتے:

کون کہتا ہے امام انس جاں پردے میں ہیں

آنکھ پر پردہ پڑا ہے وہ کہاں پردے میں ہیں

وہ گل نر جس جس کی مہک ہم ہر لمحہ اپنی زندگی میں محسوس کرتے ہیں وہ یہیں ہیں قریب ہیں۔ آنکھیں اُنھیں درک نہیں کر پاتی تو کیا ہوا لیکن قلب اُن کے نور کو درک کر رہا ہے، وجدان کر رہا ہے۔ مظہر العجائب کا فرزند جو چشم زدن میں کائنات کی مشکل کشائی کر رہا ہے ابھی تو اُنھیں اپنے قریب محسوس کر کے دل اُن کا گرویدہ ہوا چلا جا رہا ہے کیا ہوگا جب یوسف زہرا کو رو برو دیکھیں گے۔

اے خدا! ہماری آنکھوں کو پاک کر دے تاکہ ہم تیری حجت کی زیارت سے مشرف ہو سکیں اور اپنی نجات کی کشتی کے ناخدا کو دیکھ سکیں۔

نبج البلاغہ میں ”ذکر مہدویت“

دی ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو صاحبان عقل ہیں۔ ۱۔
اور اس طرح انسان کو، بشر کو مایوس یا نا اُمید یا معترض ہونے کی کوئی گنجائش نہیں رکھی۔ اس تمہید کے تناظر میں راقم الحروف قارئین کی فکر، ذہن، قلب، تازگی، ہمت، حوصلہ دینے کی غرض سے اہلبیت علیہم السلام سے ارتباط اور استقامت قائم رکھنے کے لئے سپرد قدم کر رہے ہیں جو ہمارے عنوان ”نبج البلاغہ میں ذکر مہدویت“ کے تحت ہے۔

حضرت رسول خدا ﷺ کی مدت حیات جب اختتام کو آئی تو آپ نے خدا کے حکم سے غدیر کے میدان ”من کنت مولاً“ کی صدا بلند کرتے ہوئے مولا علی علیہ السلام کو ہمارا امام اور پیشوا مقرر کیا اور اسی وقت یہ بھی وضاحت کر دی کہ یہ امامت کا سلسلہ تاقیامت باقی رہے گا اور یہ امامت بارہ ائمہ علیہم السلام پر مشتمل ہوگی جس کے پہلے امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام اور آخری امام مہدی علیہ السلام ہوں گے۔

جس طرح رسول خدا ﷺ ہادی و رہنما ہیں اسی طرح ان کے بعد امیر المؤمنین علیہ السلام بھی امت کے لئے ہادی اور رہنما ہیں، اور ان کا کلام بھی جو قرآن کی وضاحت کرتا ہے وہ بھی کلام الہی ہے۔ اس میں کسی شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

مولا علی علیہ السلام نے امت کی ہدایت کے لئے جو کچھ

ابتدائے آفرینش سے اللہ تبارک تعالیٰ جو صاحب قدرت ہے اور خالق مطلق ہے اُس نے اس زمین پر بشر کو اشرفیت عطا فرمائی لیکن اس اشرفیت کے لئے انسان کو، بشر کو بغیر ہدایت کے ادھورا نہیں چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے بشر کو عقلوں کے ساتھ پیدا کیا اور عقلوں کو ہدایت یافتہ بنایا۔ انسان کے لئے آزمائش کی منزل بھی رکھی۔ اس آزمائش میں کامیاب زندگی بسر کرنے کے لئے ہادیانِ برحق کا سلسلہ قائم کیا۔ اور آخر میں ہدایت کے لئے خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

اس دُنیا میں جب لفظ آزمائش آتا ہے تو اس سے یہ مطلع صاف ہو جاتا ہے کہ ارضِ خاکی پر انسان کے ساتھ ساتھ خناسیت کے کثیر عناصر موجود ہے۔ یہ انسان اور جن کو وسوسا کے بھنور میں ڈال دیتے ہیں۔ لہذا ارشادِ گرامی ہو رہا ہے کہ اللہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے ان خناس کے ملازمین سے جو جن و انس کے ذریعے وسوسا سے دُنیا کو اور بشر کو بھرتے رہتے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ ہدایت کے لئے جو قانون کی کتاب اپنے ختم المرسلین حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمائی اس میں یہ بھی فرمادیا:

.....آپ میرے بندوں کو بشارت دے دیجئے جو باتوں کو سنتے ہیں اور جو بات اچھی ہوتی ہے اس کا اتباع کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں خدا نے ہدایت

موضوع کو عمومی طور پر اور خاص طور پر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اولاد کی قیادت کے حوالے سے بڑی گہرائی سے خطاب فرمایا ہے۔ خط نمبر ۴۵ میں حضرت امام علی علیہ السلام نے قیادت کی اہمیت کو اس طرح بیان کیا ہے:

”ہر مقتدی کا ایک پیشوا ہوتا ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے، اور جس کے نور علم سے کسب ضیاء کرتا ہے۔“

اس کے بعد ان کی اور اپنی قیادت کی وضاحت درج ذیل الفاظ کے ساتھ کی:

دیکھو! تمہارے امام کی حالت تو یہ ہے کہ اس نے دنیا کے ساز و سامان میں سے دوپھٹی پرانی چادروں اور کھانے میں سے دو روٹیوں پر قناعت کر لی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ تمہارے بس کی یہ بات نہیں، لیکن اتنا تو کرو کہ پرہیزگاری، سعی و کوشش، پاکدامنی اور سلامت روی میں میرا ساتھ دو۔

خطبہ نمبر ۹۸

یہ خطبہ اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی سے شروع ہوتا ہے۔ اور پھر اہلبیت علیہم السلام کے بارے میں بہت معنی خیز بیانات اور بارہویں امام علیہ السلام کی یاد کے ساتھ آگے بڑھتا ہے:

اور ہم میں حق کا وہ پرچم چھوڑ گئے کہ جو اس سے آگے بڑھے گا وہ (دین سے) نکل جائے گا اور جو پیچھے رہ جائے گا وہ مٹ جائے گا اور جو اس سے چمٹا رہے گا وہ

بیان فرمایا وہ سب کتابوں میں درج ہے۔ انہیں بیانات کی ایک کتاب جس کو قرآن کے بعد اگر دوسرا درجہ دیا جاتا ہے۔ وہ کتاب ”نہج البلاغہ“ ہے جس کو سید رضی علیہ الرحمہ نے تالیف کیا جو خطبات، مکتوبات اور مختصر کلمات حکمت پر مشتمل ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں مختلف موضوعات پر مولا علیہ السلام نے گفتگو کی ہے اور شاید ہی کوئی پہلو تشنہ رہ گیا ہو کہ جس پر مولا علیہ السلام نے روشنی نہ ڈالی ہو۔^۱

انہیں موضوعات میں سے ایک اہم موضوع امت کی ہدایت کے سلسلہ میں ائمہ علیہم السلام کا وہ سلسلہ ہے جسے خداوند کریم نے مقرر فرمایا ہے۔ امام علیہ السلام نے اس کی اہمیت اور اس سے غفلت کرنے والوں کا انجام بھی بیان کیا ہے۔ مولا علیہ السلام کے ساتھ جو مظالم ہوئے اور دنیا نے جو ان کو ستایا اور ہدایت و رہنمائی کے کام میں روڑا بنے، ان کے لئے مولا علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دن ایسا آئے گا جب کسی کی نہیں چلے گی، اس دن ہم اہلبیت علیہم السلام کے آخری فرد حضرت امام مہدی علیہ السلام کی حکومت ہوگی۔ مولا علیہ السلام نے متعدد مقامات پر مختلف انداز میں امام زمانہ علیہ السلام کو یاد کیا ہے۔ ان میں سے چند کو جمع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

خط نمبر ۴۵

حضرت امام علی علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں قیادت کے

راقم الحروف نے اس مقالہ میں نہج البلاغہ کے متن کا ترجمہ جناب مفتی جعفر حسین صاحب مرحوم کے ترجمہ سے اخذ کیا ہے

نے ہدایت کو خواہشوں کی طرف موڑ دیا ہوگا اور ان کی رایوں کو قرآن کی طرف پھیرے گا جب کہ انہوں نے قرآن کو (توڑ مروڑ کر) قیاس و رائے کے دھڑے پر لگا لیا ہوگا۔

[اس خطبہ کا ایک جز یہ ہے] (اس داعی حق سے پہلے) یہاں تک نوبت پہنچے گی کہ جنگ اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے گی، دانت نکالے ہوئے اور تھن بھرے ہوئے، جن کا دودھ شیریں و خوش گوار معلوم ہوگا، لیکن اس کا انجام تلخ و ناگوار ہوگا۔ ہاں! کل اور یہ کل بہت نزدیک ہے کہ ایسی چیزوں کو لے کر آجائے جنہیں ابھی تم نہیں پہچانتے۔ حاکم و والی جو اس جماعت میں سے نہیں ہوگا تمام حکمرانوں سے ان کی بد کرداریوں کی وجہ سے مواخذہ کرے گا اور زمین اس کے سامنے اپنے خزانے انڈیل دے گی اور اپنی کنجیاں بسہولت اس کے آگے ڈال دے گی، چنانچہ وہ تمہیں دکھائے گا کہ حق و عدالت کی روش کیا ہوتی ہے اور وہ دم توڑ چکنے والی کتاب و سنت کو پھر سے زندہ کر دے گا۔

خطبہ نمبر ۱۳۸

اس خطبہ میں امام علیہ السلام نے اندھیروں اور سختیوں کے دور میں اولادِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو چراغ کے طور پر بیان کیا ہے اور واضح طور پر امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی طرف اشارہ کیا ہے: (وہ لوگ) گمراہی کے راستوں پر لگ کر اور ہدایت کی

حق کے ساتھ رہے گا۔ اس پرچم کی طرف راہنمائی کرنے والا وہ ہے جو بات کہنے میں جلد بازی نہیں کرتا اور (پوری طرح غور کرنے کیلئے) اپنے اقدام میں تاخیر کرتا ہے اور جب کسی امر کو لے کر کھڑا ہو جائے تو پھر تیز گام ہے۔ جب تم اس کے سامنے گردنیں خم کر دو گے اور (اس کی عظمت و جلال کے پیش نظر) اس کی طرف انگلیوں کے اشارے کرنے لگو گے تو اسے موت آجائے گی اور اسے لے جائے گی اور پھر جب تک اللہ چاہے تم (انتظار میں) ٹھہرے رہو گے، یہاں تک کہ اللہ اس شخص کو ظاہر کرے جو تمہیں ایک جگہ پر جمع کرے اور تمہاری شیرازہ بندی کرے۔ جو کچھ ہونے والا نہیں ہے اس کی لالچ نہ کرو اور بہت ممکن کہ برگشتہ صورت حال کا ایک قدم اُکھڑ گیا ہو اور دوسرا قدم جما ہوا ہو اور پھر کوئی ایسی صورت ہو کہ دونوں قدم جم ہی جائیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ آل محمد علیہم السلام آسمان کے ستاروں کے مانند ہیں، جب ایک ڈوبتا ہے تو دوسرا اُبھر آتا ہے۔ گویا تم پر اللہ کی نعمتیں مکمل ہو گئی ہیں اور جس کی تم آس لگائے بیٹھے تھے وہ اللہ نے تمہیں دکھا دیا ہے۔

خطبہ نمبر ۱۳۶

اس خطبہ میں امیر المؤمنین علیہ السلام اپنے آخری فرزند کے ظہور کے بعد کے احوال کچھ اس طرح بیان فرمائے ہیں: وہ خواہشوں کی طرف موڑے گا جبکہ لوگوں

شام پلائے جائیں گے۔

خطبہ نمبر ۱۸۰

یہ امیر المومنین علیہ السلام کی زندگی کا آخری خطبہ ہے جسے نوف بکالی نے نقل کیا ہے۔ اس مبارک خطبہ میں آپ علیہ السلام نے اپنے فرزند (امام مہدی علیہ السلام) کی خوبیوں اور ان کے دور حکومت کے عدل و انصاف کا بیان ہے:

وہ حکمت کی سپر پہنے ہوگا اور اس کو اس کے تمام شرائط و آداب کے ساتھ حاصل کیا ہوگا (جو یہ ہیں کہ) ہمہ تن اس کی طرف توجہ ہو، اس کی اچھی طرح شناخت ہو اور دل (علاقہ دنیا سے) خالی ہو۔ چنانچہ وہ اس کے نزدیک اسی کی گمشدہ چیز اور اسی کی حاجت و آرزو ہے کہ جس کا وہ طلبگار و خواستگار ہے۔ وہ اس وقت (نظروں سے اوجھل ہو کر) غریب و مسافر ہوگا کہ جب اسلام عالم غربت میں اور مثل اس اونٹ کے ہوگا جو تنھن سے اپنی دم زمین پر مارتا ہو اور گردن کا اگلا حصہ زمین پر ڈالے ہوئے ہو۔ وہ اللہ کی باقی ماندہ حجتوں کا بقیہ اور انبیاء کے جانشینوں میں سے ایک وارث و جانشین ہے۔

حکمت ۱۴

یہ قول امیر المومنین علیہ السلام کی اپنے وفادار ساتھی کمیل ابن زیاد کے ساتھ ہونے والی گفتگو کا ایک حصہ ہے جس میں زمانہ کے امام علیہ السلام کی اہمیت واضح کرتے ہوئے امام زمانہ علیہ

راہوں کو چھوڑ کر (افراط و تفریط کے) دائیں بائیں راستوں پر ہولے ہیں۔ جو بات کہ ہو کر رہنے والی اور محل انتظار میں ہو اس کے لئے جلدی نہ مچاؤ اور جسے ”کل“ اپنے ساتھ لئے آ رہا ہے اس کی دوری محسوس کرتے ہوئے ناگواری ظاہر نہ کرو۔ بہتیرے لوگ ایسے ہیں کہ جو کسی چیز کیلئے جلدی مچاتے ہیں اور جب اسے پالیتے ہیں تو پھر یہ چاہنے لگتے ہیں کہ اسے نہ ہی پاتے تو اچھا تھا۔ ”آج“ آنے والے ”کل“ کے اجالوں سے کتنا قریب ہے۔ اے میری قوم! یہی تو وعدہ کی ہوئی چیزوں کے آنے اور ان فتنوں کے نمایاں ہو کر قریب ہونے کا زمانہ ہے کہ جن سے ابھی تم آگاہ نہیں ہو۔ دیکھو! ہم (اہلبیت علیہم السلام) میں سے جو (ان فتنوں کا دور) پائے گا وہ اس میں (ہدایت کا) چراغ لے کر بڑھے گا اور نیک لوگوں کی راہ و روش پر قدم اٹھائے گا، تا کہ بندھی ہوئی گریہوں کو کھولے اور بندوں کو آزاد کرے اور حسب ضرورت جڑے ہوئے کو توڑے اور ٹوٹے ہوئے کو جوڑے۔ وہ لوگوں کی (نگاہوں سے) پوشیدہ ہوگا۔ کھوج لگانے والے پیہم نظریں جمانے کے باوجود بھی اس کے نقش قدم کو نہ دیکھ سکیں گے۔ اس وقت ایک قوم کو (حق کی سان پر) اس طرح تیز کیا جائے گا جس طرح لوہار تلوار کی باڑ تیز کرتا ہے۔ قرآن سے ان کی آنکھوں میں جلا پیدا کی جائے گی اور اس کے مطالب ان کے کانوں میں پڑتے رہیں گے اور حکمت کے چھلکتے ہوئے ساغر انہیں صبح و

السلام کا تذکرہ فرمایا:

کے ظہور کے بعد کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ دنیا منہ زوری دکھانے کے بعد پھر ہماری طرف جھکے گی، جس طرح کاٹنے والی اوٹنی اپنے بچے کی طرف جھکتی ہے۔

اس کے بعد حضرت نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور انہی کو (اس زمین کا) مالک بنائیں۔ ۱

یہ ارشادات امام منتظر، صاحب العصر والزمان، حجتہ بن الحسن العسکری علیہما السلام کے متعلق ہیں جو سلسلہ امامت کے آخری فرد ہیں۔ ان کے ظہور کے بعد تمام سلطنتیں اور حکومتیں ختم ہو جائیں گی اور ﴿لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ﴾ کا مکمل نمونہ نگا ہوں کے سامنے آجائے گا۔

مظلوم، ظالم سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ ظالم کا ظلم چند لمحوں میں زمانہ کے ماضی میں ختم ہو جاتا ہے لیکن مظلوم کی آہ اس کے انتقام کے لئے مناسب زمانے اور مکان کی طرف بڑھتی رہتی ہے۔ اسی الوہی نظام کے تحت مولائے کائنات نے اپنے زمانہ خلافت ظاہرہ میں نادر و مظلوم کا ایک ادارہ قائم کیا تھا اور قرآن کے مطابق اس سے یہ چیز منطبق ہو جاتی ہے کہ وہ خدا جو ہر شے پر قادر ہے اور جس کی قدرت ہر شے پر قادر ہے وہ اس مظلوم کی انتقام عذاب شدید کے ساتھ اس دُنیا میں اور آخرت میں ضرور لے گا۔ اور اسی لئے حضرت علی علیہ السلام کے خطبے اور نمبر سے سلوونی کا اعلان آج

ہاں! مگر زمین ایسے فرد سے خالی نہیں رہتی کہ جو خدا کی حجت کو برقرار رکھتا ہے۔ چاہے وہ ظاہر و مشہور ہو، یا خائف و پناہ، تاکہ اللہ کی دلیلیں اور نشان مٹنے نہ پائیں اور وہ ہیں ہی کتنے اور کہاں پر ہیں؟ خدا کی قسم! وہ تو گنتی میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں اور اللہ کے نزدیک قدر و منزلت کے لحاظ سے بہت بلند۔ خداوند عالم ان کے ذریعہ سے اپنی حجتوں اور نشانیوں کی حفاظت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ان کو اپنے ایسوں کے سپرد کر دیں اور اپنے ایسوں کے دلوں میں انہیں بو دیں۔ علم نے انہیں ایک دم حقیقت و بصیرت کے انکشافات تک پہنچا دیا ہے۔ وہ یقین و اعتماد کی روح سے گھل مل گئے ہیں اور ان چیزوں کو جنہیں آرام پسند لوگوں نے دشوار قرار دے رکھا تھا اپنے لئے سہل و آسان سمجھ لیا ہے، اور جن چیزوں سے جاہل بھڑک اٹھتے ہیں ان سے وہ جی لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ ایسے جسموں کے ساتھ دنیا میں رہتے سہتے ہیں کہ جن کی روچیں ملاءِ اعلیٰ سے وابستہ ہیں۔ یہی لوگ تو زمین میں اللہ کے نائب اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ ہائے ان کی دید کیلئے میرے شوق کی فراوانی!۔

حکمت ۲۰۹

حضرت امیر المومنین علیہ السلام، حضرت حجت علیہ السلام ۱ سورہ قصص، آیت ۵

حاصل کیا ہے اسے کچھ قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم اپنے امام علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل کے لئے ہر صبح و شام دعا کرتے ہیں کہ مولا آجائے، اب ظلم و جور کا پیمانہ بھرتا چلا جا رہا ہے۔

خبر دے رہا ہے (سحر قریب ہے دل سے کہونہ گھبرائے)۔ اثبات کے لئے راقم الحروف نے مولائے کائنات کے زبان مبارک سے نکلے ہوئے مہدویت کے بارے میں جو نوح البلاغہ سے

.....صفحہ نمبر ۱۸ کا باقی

انتظار کر رہے ہیں۔ جب تک ظہور نہ ہوگا اخلاص و عبادت و عمل و حرارت و جوش کے ساتھ انتظار کریں گے اور مسلسل دعائے ظہور بھی کریں گے۔

علیہ السلام بھی آسمان سے زمین پر آئیں گے اور امام مہدی علیہ السلام کی امامت میں نماز پڑھیں گے۔ ابھی تک ایسا کچھ بھی نہیں دیکھا گیا۔

ایک خاص بات کی طرف توجہ مبذول کرنا چاہیں گے کہ تاریخ میں بہت سے جھوٹے مہدیوں نے دعوائے مہدویت کیا یا انہیں مہدی علیہ السلام سے منسوب کیا گیا۔ اس کی منجملہ علتیں جو سامنے آئی ہیں وہ یا تو سیاسی ہیں یا ریاست طلبی کی بنیاد پر یا جاہ و چشم کی خواہش یا مسلمانوں میں تفرقہ پھیلانے کے لئے یا مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کے لئے یا فرقہ بندی کے لئے یا اسلام سے بغض و کینہ اور دشمنی کی وجہ سے۔

۴۔ جب حضرت کا ظہور ہوگا زمین کا چپہ چپہ آباد ہو جائے گا یعنی زمین پاک صاف ہو جائیگی، فتنہ و فساد ختم ہو جائے گا۔ توجہ رہے کہ ابھی زمین فتنہ و فساد سے بھری ہوئی ہے۔

خدا سب کے اعمال سے خبردار ہے۔ امام زمانہ علیہ السلام کا ظہور مسلمات میں سے ہے اور پیغمبر عظیم الشان اسلام اور ان کے جانشین بلا فصل حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام اور ان کے گیارہ جانشین واضح انداز میں ظہور کی خصوصیات کو بیان کیا ہے۔ محبتان و شیعیان اہل بیت انہیں خصوصیات کے ساتھ امام علیہ السلام کے ظہور کا انتظار کر رہے ہیں۔

۵۔ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت کچھ رجعتیں ہوں گی۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، امیر المؤمنین علیہ السلام، حضرت زہراء سلام اللہ علیہا، سارے ائمہ علیہم السلام اور نیک و صالح لوگوں کے ہمراہ ظالم و بدکردار بھی دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ جو لوگ کہتے ہیں امام کا ظہور ہو چکا ہے وہ بتائیں کہ کس کس کی رجعت ہوئی؟

ان خصوصیات کا ہم نے تذکرہ کیا ہے اس کے علاوہ دیگر بہت سی علامات اور خصوصیات ہیں جیسے امام مہدی علیہ السلام کی طولانی عمر۔ امام زمانہ علیہ السلام کی ولادت ۲۵۵ ہجری میں ہوئی اور ۱۴۴۴ ہجری میں آپ کی عمر تقریباً ۱۱۸۹ سال ہے۔

اللَّهُمَّ ارِنِي الطَّلَعَةَ الرَّشِيدَةَ وَالْغُرَّةَ الْحَمِيدَةَ

توجہ: شیعیان آل محمد علیہم السلام علامتوں اور نشانیوں کا انتظار نہیں کر رہے ہیں بلکہ اصل ظہور امام مہدی علیہ السلام کا

اندھیرے اور بڑھ جاتے اگر ہم نوید صبح آئندہ نہ ہوتے۔

المُنْتَازِر

جعفر بن وہب البغدادی نے حضرت امام حسن العسکری علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا:
گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ میرے بعد میرے جانشین کے بارے میں اختلاف کا شکار ہو جاؤ گے۔
پس جس نے رسول اللہ ﷺ کے بعد تمام ائمہ علیہم السلام کا اقرار کیا اور میرے فرزند کا انکار کیا تو گویا
اس نے اللہ کے تمام انبیاء اور مرسلین کا اقرار کیا مگر حضرت محمد ﷺ کی نبوت کا انکار کیا۔ اور حضرت
رسول اللہ ﷺ (کی نبوت) کا منکر ایسا ہے جیسے تمام انبیاء علیہم السلام (کی نبوت) کا انکار کیا کیونکہ
ہمارے آخر کی اطاعت ایسی ہے جیسے ہمارے اول کی اطاعت اور ہمارے آخر کا انکار ایسے ہے جیسے
ہمارے اول کا انکار۔ جان لو کہ میرے فرزند کے لئے غیبت ہے جس کے بارے میں لوگ شک کا شکار
ہو جائیں گے سوائے ان لوگوں کے جن کو اللہ (گمراہی سے) محفوظ رکھے۔

(کمال الدین، ج ۲، ص ۴۰۹)



www.almuntazar.in

خط و کتابت کا پتہ: ایسوسی ایشن آف امام مہدی علیہ السلام، پوسٹ بکس نمبر-۱۹۸۲۲، ممبئی ۴۰۰۰۵۰